ماہنامہ

# نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۵۵ قیمت بارہ روپے جنوری ۲۰۰۰ء



مدینہ منورہ میں سلع پہاڑ کے دامن میں مساجد جہاد جنگ خندق [illegible]

# ادارہ نوائے صوفیہ کا شاہین بچوں کیلئے

# شاہین سکالرشپ

## کا اعلان

ادارہ نوائے صوفیہ انتہائی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ ادارہ ہذا کے شعبۂ تعلیم و تدریس (سکالرشپ ونگ) نے امسال پرائمری، مڈل، میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانوں میں اول و دوم پوزیشن حاصل کرنے والے نورِ نخشی طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے میرٹ سکالرشپ اور تعریفی سند کے اجراء کا آغاز کیا ہے۔

مستحق طلباء اپنے سالانہ امتحان ۱۹۹۹ء۔۲۰۰۰ کے رزلٹ کارڈ اور قومی شناختی کارڈ یا ’ب فارم‘ کی کاپی متعلقہ سکول یا کالج کے سربراہ کی تصدیق کے ساتھ سادہ کاغذ پر درخواست کے ہمراہ مؤرخہ اکتیس اپریل ۲۰۰۰ء سے قبل زیرِ دستخطی کو ارسال کریں۔ جو طلباء اپنا پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ فوٹو مختصر تعارف کے ساتھ ارسال کریں ان کی تصویر اور تعارف کو بھی نوائے صوفیہ میں شائع کیا جائے گا

لیاقت علی خان

انچارج سکالرشپ ونگ

ادارہ نوائے صوفیہ معرفت

A-358 سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

# ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم ' مدیر: علامہ محمد بشیر 'آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

نوائے صوفیہ میں چھپنے والے تمام مضامین اور خبروں کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے

خط و کتابت کا پتہ: A-358 سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

## فہرست مضامین


| | | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| فقہ | مجموعہ شریعت محمدیہ علیہ السلام | ابوالعرفان علامہ محمد بشیر | ۲ |
| احوال صوفیاء | احوالِ حضرت شاہ قاسم فیض بخش | غلام حسن نور بخش | ۳ |
| روح اور روحانیت | مراحبِ نفس | مولانا شکور علی انور | ۷ |
| اہلبیت | مناقبِ علی ابن ابی طالبؑ | اخوند محمد علی | ۱۳ |
| ادبِ تصوف | حضرت اویس قرنیؒ | فرید الدین عطارؒ | ۱۸ |
| موت العالم موت العالم | سید علی شاہ الموسوی | سید بشارت حسین | ۲۳ |
| فقہی مسائل | آپ کے مسائل اور ان کا حل | ابوالعرفان علامہ محمد بشیر | ۲۷ |
| اخبار التصوف | دنیائے تصوف کی خبریں | جی ۔ ایچ معروفی | ۲۸ |
| نامہ سالک | قارئین کے خطوط | لیاقت علی خان | ۳۱ |

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

# مجموعۂ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ان القراءۃ وھی الفاتحۃ و سورۃ معھا کانت واجبۃ فی رکعتی فرض الصبح و الاولیین فی الفرائض کلھا و یجب فیھا الترتیل و الترتیب و الموالات والاخفاء انھا من عظام الارکان

## ترجمہ

قراءت سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورت کے پڑھنے کا نام ہے جو صبح کی فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں اور دیگر تمام فرض نمازوں کی پہلی دو دو رکعتوں میں واجب ہے۔ قراءت میں ترتیل، ترتیب اور موالات واجب ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ قراءت بڑے بڑے ارکان میں سے ہے

## وضاحت

مندرجہ بالا عبارتوں میں نماز کی قرآت کے بارے میں امور ذیل کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ ہیئت قراءت

۲۔ محل قراءت

۳۔ واجبات قراءت

۴۔ نوعیت قراءت

## تفصیل وضاحت

۱۔ "ہیئت قراءت" کا مطلب یہ ہے کہ قراءت سے مراد نماز کے اندر سورہ فاتحہ پڑھ چکنے کے بعد اس کے ساتھ کسی اور سورت کو بھی ملا کر پڑھنا ہے۔ یہی قراءت کا حقیقی مفہوم ہے۔ تکبیر احرام، دعائے استفتاح اور استعاذہ کے بعد اس کا مرحلہ آتا ہے۔

۲۔ "محل قراءت" کا مطلب نماز کے ان مقامات کا تعین ہے جن میں قراءت واجب ہوتی ہے۔ وہ مقامات نماز یوں ہیں۔

۱۔ فرض صبح صرف دو رکعتوں ہی پر مشتمل ہے لہذا دونوں رکعتوں میں قراءت واجب ٹھہرتی ہے۔

۲۔ فرض ظہر چار رکعتوں پر مشتمل ہے لہذا پہلی دو رکعتوں میں قراءت واجب ٹھہرتی ہے۔

۳۔ فرض عصر چار رکعتوں پر مشتمل ہے لہذا پہلی دو رکعتوں میں قراءت واجب ٹھہرتی ہے۔

۴۔ فرض مغرب تین رکعتوں پر مشتمل ہے لہذا پہلی دو رکعتوں میں قراءت واجب ٹھہرتی ہے۔

۵۔ فرض عشاء چار رکعتوں پر مشتمل ہے لہذا پہلی دو رکعتوں میں قراءت واجب ٹھہرتی ہے۔

گویا فرض صبح سمیت دیگر تمام فرض نمازوں کی پہلی دو دو رکعتوں کا خصوصی وجود محل قراءت ہے جہاں پر یہ قیام کی حالت میں تکمیل پذیر ہوتی ہے۔

۳۔ "واجبات قراءت" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے نفس

قراءت کا وجوب ہے اسی طرح سے قراءت کی کے اپنے الگ سے واجبات بھی ہیں۔ چنانچہ شریعت محمدیہ کی رو سے اس کے تین واجب امور بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ترتیل: قراءت کا ایک واجب امر ترتیل ہے۔ ترتیل سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی بھی سورۃ کو با تجوید پڑھنے کا نام ہے۔ قرآن پاک میں اس کا واضح حکم موجود ہے۔

ورتل القرآن ترتیلا (سورۂ مزمل آیت ۴)

جناب امیر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اس آیت کی تفسیر

وجودۃ الحروف بتجوید

یعنی اے پیغمبر آپ قرآن کو خوب با تجوید پڑھا کریں۔ گویا ہر ایک حرف کی اس کے مخرج اور صفات کے ساتھ درست ادائیگی کا نام با تجوید پڑھنا ہے۔ آیہ مبارکہ میں "ترتیلا" والے مفعول مطلق کے ذریعے تجوید قراءت کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

(۲) ترتیب: قراءت کا دوسرا واجب امر ترتیب ہے۔ ترتیب کا مطلب یہاں ہے کہ نمازگزار قراءت کی ادائیگی کے وقت سورۂ فاتحہ پہلے پڑھے اور اس کے ساتھ کسی بھی سورت کو بعد میں ملائے۔ اگر کوئی نمازگزار اس ترتیب کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو جائے یعنی وہ اگر پہلے کوئی سورت پڑھے اور بعد میں سورۂ فاتحہ پڑھے تو یہ ترتیب قراءت کے منافی عمل قرار پائے گا اور اس کی قراءت کی یہ ادائیگی شرعاً درست نہیں ہوگی اس کے نتیجے میں وہ قراءت کے ایک واجب امر کا تارک بن جائے گا اور وہ نماز کی درست ادائیگی سے سبکدوش قرار نہیں پائے گا۔ یہ ترتیب سورۂ فاتحہ اور کسی بھی سورت کے پڑھنے کی صورت میں ہے۔ فاتحہ کے سوا دیگر سورتوں میں تلاوت والی ترتیب ضروری نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نمازگزار پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کوثر پڑھے تو یہ بالکل درست ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دوسری رکعت میں سورۂ فلق یا سورۂ ناس پڑھے۔ یعنی تلاوت والی ترتیب قراءت نماز میں ضروری نہیں۔

(۳) موالات: قراءت کا تیسرا واجب امر موالات ہے۔ موالات کا مطلب یہ ہے کہ نمازگزار قراءت کی ادائیگی کرتے وقت سورۂ فاتحہ پڑھ کر معمول سے زیادہ وقفہ کئے بغیر کوئی سورۃ پڑھنے لگ جائے۔ اگر کوئی نمازگزار سورۂ فاتحہ پڑھ کر معمول سے زیادہ لمبا وقفہ کرے یا وہ کوئی اجنبی دعا وغیرہ پڑھنے لگ جائے تو اس سے موالات کا واجب امر بری طرح متاثر ہوگا اور وہ قراءت کے ایک واجب امر کا تارک ٹھہرے گا۔ اس کے نتیجے میں وہ یہاں بھی نماز کی درست ادائیگی سے سبکدوش قرار نہیں پائے گا۔

"لزومیت و جزئیت" کا مطلب یہ ہے کہ قراءت کا مسئلہ نماز کے واجب امور میں سے ہے اور نماز کے بڑے بڑے ارکان میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ فقہی عبارت "ولا خفاء انها من عظام الارکان" سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔ پس نمازگزاروں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ نماز کی بجا آوری کے دوران قراءت کی درست ادائیگی کی اہمیت کے پیش نظر قراءت کے تینوں واجبات یعنی ترتیل، ترتیب اور موالات کا خصوصی طور پر خیال رکھیں اور نماز کی درست ادائیگی سے شرعاً سبکدوش ہونے والے نمازگزاروں میں شامل ہوں۔

(جاری ہے)

| |
|---|
| یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے |
| ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات |

احوالِ صوفیاء سلسلۃ الذہب

# احوالِ شاہ قاسم فیض بخش رح

غلام حسن نوربخش ایم۔ اے

آپ کا نام قاسم اور لقب فیض بخش ہے۔ آپ غوث المتاخرین سید العارفین میر سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ واعلی اللہ مقامہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ والدِ گرامی کی وفات کے بعد آپ ان کے خلیفہ بنے۔ آپ بہت بڑے عالم دین، کیمیا دان، طبیب اور روحانی پیشوا تھے۔

## کلمۃ الثناء :

آپ سے متعلق اہل علم نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے ذیل میں بعض کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

### سید محمد نوربخش رح

بود قاسم از اولیاء بے گمان
باخلاق و عرفان و کشف و عیان
الٰہی رسانندش بعمر دراز
کہ ہست او بمعنی یکی شاہباز

(صحیفۃ الاولیاء ۲۵)

### سلطان حسین مرزا :

سلطان حسین مرزا نے فیض بخش کو والدہ کی وفات پر تعزیت کے طور پر لکھا۔

"عالی حضرت نفاست منقبت، کرامت مرتبت، امامت منزلت، حقائق مآب، ارشاد پناہ امام ائمۃ الکشف والانتباہ غوث الاسلام والمسلمین سر اللہ تعالیٰ فی الارضین ...

آن شدہ در مملکت سلطان پناہ
خاطر او نوربخش مہر وماہ

(جامع مراسلات اولوالالباب مکتوب ۱۵۵)

### والیٔ کشمیر سلطان فتح شاہ :

سلطان فتح شاہ بادشاہ کشمیر کے خط میں جو ۸۹۲ میں میر شمس الدین عراقی کے ساتھ بھیجا گیا، یوں لکھا گیا ہے۔

"مقام النقباء، بسمام النجباء مرتضائی الامہ مجتبائی الائمہ نتحبۃ اللہ فی المحققین، کلمۃ اللہ فی المدققین، خلیفۃ اللہ فی الارض، مرکز دائرہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا احمد ارتقاء قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی المعاین للواحدانیہ الذاتیہ قطب الاقطاب و الافراد، غوث البداء بالارشاد، وارث الولایت الکلیۃ العلویۃ المحمدیۃ، مرشد الراشدین، مھدی الھادیین، سلطان الملت و الشریعۃ، برھان الطریقۃ و الحقیقۃ

نظم

درۃ التاج خسرو لولاک
قرۃ العین صاحب المعراج
مشعل نوربخش در شب دین
خانہ خاک راہ بلند سراج

قاسم الانوار از مطالع حق
شاہ قاسم بر آل طٰہٰ تاج

متع اللہ المعتقدین الصادقین ببرکات کمالاتہ باد

(تحفۃ الاحباب ص ۹۹۲-۳۰۰)

## حاجی محمد قدسی:

نسبت فقر او بداں شاہیست
کہ بر اوج کمال چوں ماہیست
قبلۂ خلق و قدوۂ اقطاب
شاہ قاسم شد بلند جناب

(تحفۃ الاحباب ص ۳۹۳)

ایضاً

نور بخش قلب اہل صفا
ہادی سالکان راہ ہدا
قاسم فیض و واہب توفیق
رہنمائے معارج تحقیق

(ایضاً ص ۳۸۶)

## معصوم علی شیرازی:

سید قاسم نور بخش ولد ارشد حضرت ہدایت پناہ سید محمد نور بخش تھے۔ آپ سید جعفر شاہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ لوامع انوار شمائل نبوی آپ کے حال سے ٹپکتے تھے اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے آثار خصائل آپ کے جمال سے ظاہر ہوتے تھے۔

(طرائق الحقائق ج ۳ ص ۱۲۷)

## ملا نور اللہ شوستری:

سید عارف زاہد شاہ قاسم فیض بخش قدس اللہ سرہ خلف صدق سید محمد نور بخش و خلیفہ ارجمند اوست بحلیہ علم و زہد و تقوی متحلی بود و وضیع و شریف آن روزگار

(مجالس المومنین ص ۳۰۵)

## ولادت ووفات:

آپ کی ولادت ۶۳۷ھ میں ہوئی اور وصال بروز یکشنبہ چہاردہم جمادی الاولی ۶۹۵ھ میں ہوا۔

نور دین احمدی شیخ علوم
مقتدا و مرشد روئے زمین
نور دین نورانی آمد مولدش (۶۳۷ھ)
رحلت او عبدرحمان نور دین (۶۹۵ھ)

(خزینہ ۲۵۵)

## تعلیم وتربیت و تبحر علمی:

آپ کے والد گرامی خود بہت بڑے عالم اور عارف ربانی تھے جن کی صحبت کے اثر سے بچپن ہی میں آپ کو علم و عرفان سے دلچسپی تھی۔ میر سید محمد نور بخش نے اپنے نامور مرید مولانا حسین کوکی کو آپ کا اتالیق مقرر کر دیا تھا جن کی کوششوں سے آپ نے علوم و فنون میں تبحر حاصل کیا۔

محمد علی کشمیری عراقی کی زبانی لکھتے ہیں۔

آپ نے صرف سات سال کی عمر میں علوم فلکیات میں تحقیق کرنا شروع کیا اور سات سیاروں کی تقویم استخراج کی اور ہر سال کے زائچے تیار کر لئے جن میں پیش آنے والے حادثات اور دیگر کوائف درج تھے۔

(تحفۃ الاحباب ص ۹۳)

جب یہ خبر کسی نے میر سید محمد نور بخش تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ تم عالم سفلی کے بارے میں ان کی تحقیق اور کاوشوں پر تعجب کرتے ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ کم سنی میں عالم

ملکوت ۔ ۔ ۔ ۔ جبروت کے انوار اور عالم لاہوت کے معارف بھی ۔ ۔ ۔ بیان کریں گے۔

(تحفۃ الاحباب ص ۶۴)

چنانچہ آپ ہر صنف علم میں یکتائے روزگار بن گئے تھے حتیٰ کہ علوم کے علاوہ طبابت اور نجوم جیسے فنون میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ درج ذیل واقعے سے بھی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ان کے مخالفوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ انہیں کتب تصوف میں کچھ دسترس ہے یا نہیں سلطان حسین مرزا کے ذریعے امتحان لینا چاہا اور تصوف کی مشکل ترین کتابوں فصوص الحکم ابن عربی کا درس لینے کی فرمائش کی۔ شاہ قاسم فیض بخش نے اس کا کئی روز تک درس دیا اور مزید کہا کہ یہ کتاب ہمارے سلسلے میں مبتدی حضرات کو پڑھائی جاتی ہے اس میں کوئی مشکل نکتہ نہیں ہے۔

(تحفۃ الاحباب ص ۶۸)

آپ کے تبحر علمی کی شہادت میر سید محمد نوربخش کی متعدد تحریروں میں بھی ملتی ہے۔ میر سید محمد نوربخش نے کتاب الاعتقادیہ، الفقہ الاحوط اور رسالۃ الہدیٰ میں آپ کے علمی مقام کی نشاندہی کی ہے۔ اسی طرح اپنی منظوم کتابوں مثلاً دیوان نوربخش اور صحیفۃ الاولیاء میں بھی انہیں خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ بایں ہمہ میر شاہ قاسم فیض بخش نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ تحفۃ الاحباب اور دوسرے تمام تذکرے آپ کی کسی تصنیف کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔ بلتستان کے نوربخشیوں میں شاہ قاسم فیض بخش سے منسوب تین رسالے رائج ہیں جو

۱۔ رسالہ امامیہ فارسی

۲۔ مصباح الاسلام (عربی)

۳۔ اور افاضات فیض بخشیہ (عربی فارسی)

کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ یہ رسائل قطعاً جعلی ہیں اور ان کا شاہ قاسم فیض بخش سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں مفصل اور مدلل محققانہ بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔

## خطِ ارشاد :

ارباب صوفیہ کا طریقہ ہے کہ جب مرید صادق خلوص واستعداد کی بنا پر فضل و عنایت خداوندی اور نظر کرم مرشد کا مرکز بنتا ہے تو وہ روحانیت کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے اور اخذ بیعت اور توبہ وانابت کا استحقاق حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے وقت میں مرشد معنوی مرید صادق کو باقاعدہ اجازت سے سرفراز فرماتا ہے۔ میر سید محمد نوربخش نے فیض بخش کو اجازت نامہ عنایت فرمایا تھا جبکہ آپ بیت اللہ کی زیارت کے لئے سفر پر جانے لگے تھے۔ ذیل میں اس اجازت نامے کا مکمل متن دیا جا رہا ہے جس سے آپ کے فضل و کمال پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

### خط ارشاد

بر القضیب وافر اوداو تادو ابدال وابرار و سایر رجال و سادات و قضاۃ و علماء و اتقیاء و خواص و عوام و سایر امت حضرت سید الانام علیہ السلام مخصوص اند بعد و اسلام میرود کہ فرزندم قرۃ العین قاسم طول اللہ عمرہ چوں فنون ادبیہ و شرعیہ و حکمیہ و ریاضیہ و اطوار و انوار مکاشفات و تجلیات و آداب طریقت و معرفت و حقیقت دارد۔ علو ہمت وے چناں اقتضاء کرد کہ اہل اہل دانش و بینش جہاں را دریابد بنی بریں اختیار سفر کرد و بعد از اشارت معنوی ملتمس وے را ۔ ۔ داشتیم و چوں محقق است کہ قمر ہر چند از شمس دور تر است در استضاءت و رضائت اتم و اکمل است اجازہ فرمودیم کہ در ایران و توران و عرب و عجم و ہند و سند ہر جا کہ برسد (باقی صفحہ ۱۷ پر)

# مراتبِ نفس

مولانا انور الکوروی فاضل عربی ۔ بی اے

سلسلہ مضمون کی افادیت، عنوان بالا کی اہمیت اور نزاکتِ تسلسل کے پیش نظر مراتب نفس کی مزید کچھ تفصیل ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اہل تصوف و عرفان کے نزدیک نفس کا موضوع بڑی اہمیت کا حامل ہے جو تصوف کا بنیادی ہدف ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضت کا سنگین مسئلہ بھی ہے۔ نفس کے ساتھ جہاد کو حدیث شریف میں جہاد اکبر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ ایک موذی دشمن اور روحانیت کی راہ میں ترقی کی بجائے تنزلی کا باعث بننے والی چیز ہے اس لئے اہل ریاضت نے اسے خوب زیر کیا ہے اور مثالی سرزنشیں دی ہیں۔ اہل طریقت نے اپنی زندگیاں اس کے ساتھ جدل میں کھپادیں اور عارفین طریقت کا یہ سلسلۂ ریاضت تاابد جاری رہے گا۔ چنانچہ ذیل میں جہاد بالنفس کے موضوع پر عرفاء کے عارفانہ نظریات اور مفکرانہ تعبیرات سے قارئین کو مستفید کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس باب میں کمی اور تشنگی کا احساس نہ رہے۔

صفات کے اعتبار سے نفس کئی انواع میں منقسم ہو سکتا ہے جن کا مختصر ذکر فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اکثر عرفاء نے نفس کے چار درجے متعین کیے ہیں۔

۱۔ نفس امارہ
۲۔ نفس لوامہ
۳۔ نفس ملہمہ
۴۔ نفس مطمئنہ

## نفس امارہ اور اس کی حالتیں:

قرآن مجید فرقان الحمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان النفس لامارة بالسوء (سورة یوسف ۵۳)

یقیناً نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔

غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخش نے اپنی عقابی نظر سے متعلقات نفس کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اپنا عرفانی عندیہ یوں پیش کیا ہے۔

"نفس امارہ کہ در شہر بدن داروغۂ شیطان است صفت ناریہ بدو غالب است"

(رسالہ نوریہ قلمی ص ۲۸)

یعنی شہر بدن میں نفس شیطانی تھانیدار ہے جس پر ناری صفات غالب رہتے ہیں۔

یہ پہلا منبع ہے جو انسان کی طبعی حالتوں کا مورد و مصدر ہے۔ نفس امارہ کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ انسان کو بدی اور فساد کی طرف لے جاتا ہے اور قبیح اور ناپسندیدہ راہوں پر چلاتا ہے۔ بے اعتدالیوں اور بدیوں کی طرف مائل ہونا انسان کا ایک فطری امر ہے۔ جب یہ حالت اس کی طبیعت پر غالب رہتی ہے تو وہ اخلاقی کمالات کے درجے سے گر جاتا ہے اور عقل و معرفت کے اثر سے آزاد ہو کر چوپایوں کی سی زندگی گزارنے لگتا ہے۔ طعام و منام و غضب و شہوت جیسے امور میں طبعی جذبات کا پیرو بنا رہتا ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں۔

جب نفس میں تحریک ہوتی ہے تو اس کے اندر اس کا جوہر ظلمت بر آمد ہوتا ہے جو دل میں برے خیالات کی بنیاد ڈال دیتا ہے۔ اس وقت شیطان اس کی طرف دیکھتا ہے اور اس کو بہکاتا ہے اور وسوسے پیدا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ نفس کی حرکات یا تو خواہش نفسانی ہوتی ہے جو ایک عارضی حظ نفس کی صورت سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس کی تحریک کا باعث کوئی آرزو یا کوئی امید ہوتی ہے جو انسان کی طبعی حالت جہالت کا نتیجہ ہوتا ہے، یا حرکت و سکون کا دعوی تحریک کا باعث ہوتا ہے اور یہ عقل کے لئے آفت اور قلب کے لئے مصیبت ہے۔ ان کیفیتوں کا محرک مندرجہ ذیل میں سے ایک ہوتا ہے۔

۱۔ خواہش

۲۔ جہالت

۳۔ انانیت اور دعویٰ خودی (انا کا اظہار)

ان کیفیات کے زیر سایہ نفس سرکشی اور بغاوت پر اتر آتا ہے جس کے نتیجے میں خالق حقیقی کے احکام اور اوامر سے انحراف کرنے اور تمام شیطانی لشکروں کے حمایتی ہونے کا فیصلہ یقینی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس مرحلہ کو یوں وثوق سے بیان کیا گیا ہے۔

فاما من طغی و اثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم هی الماوی (سورۃ النزعات ۳۹)

تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور نفس وہ اوصاف اشقیا پیدا کرتا ہے جو انسان کو شقی بھی بناتا ہے اور اشقی بھی۔

عرفاء فرماتے ہیں کہ اشقیاء ھم دو طائفہ اند۔ یکی شقی و دوم اشقی۔ شقی امت کے بعض گنہگاروں کو کہتے ہیں جو نفسانی خواہشات، لذات اور شہوات کے تابع ہوتے ہیں اور احکام خداوندی سے اختلاف کرتے ہیں جس کے باعث وہ واصل جہنم ہو جاتے ہیں۔ لیکن دوسرا گروہ جو اشقیاء کے نام سے موسوم ہے وہ کافروں اور منافقوں کا گروہ ہے جو اپنی تمام زندگی دنیا ہی کے حصول اور اس کے متعلقات کے پیچھے نفسانی و حیوانی رجحان کے ساتھ گزار دیتے ہیں۔ ان کے دل میں ایمان و ایقان کی بو بھی نہیں ہوتی اور انہیں رسول خدا کی شفاعت نصیب نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ کلام مجید میں ہے کہ

لا یعلیها الا الاشقی الذی کذب و تولی

اس (جہنم) میں نہیں جائے گا مگر بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

یہ ایک حقیقت پر مبنی بات ہے کہ جس طرح روح ملکوتی اثرات سے بار آور رہتی ہے اسی طرح نفس شیطانی اثرات سے محرک رہتا ہے اور اس سے زبوں ہمتی نمو پذیر رہتی ہے جو شیطانی اعمال کی شومئی انفعال سے پیدا ہوتی ہے۔

## نفس لوامہ اور اس کے اثرات:

حضرت غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ نفس کا یہ درجہ متعین کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"چوں از صفات ناری تنزل نماید لوامہ شود صفت ہوائیہ برو غالب آید"

جب نفس صفات ناری سے تنزل کرے تو لوامہ کی صفت اختیار کر لیتا ہے اور اس پر ہوائی صفت غالب آجاتی ہے۔

(کتاب نوریہ)

اس حالت میں نفس اپنے کیے گئے اوناس وانجاس پر ملامت کرتے ہوئے عمل اور کار خیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو ایک قسم کا توبہ ہی ہے جیسا کہ اخبار رسول میں آتا ہے۔

الندم توبة

گناہوں پر ندامت کرنا ہی توبہ ہے۔ جس کی بدولت گناہگار عمل اور اچھے امور کی طرف مستعد ہو جاتا ہے۔ دنیا کی فانی لذات اور خواہشات سے منہ پھیر کر خدائے بزرگ و برتر کی طرف رجوع کا قبلہ درست کر لیتا ہے اور اخروی انعامات کے حصول کو یقینی بنانے میں کمربستہ ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اس مقام کے اثرات کو لوامہ کا نام دیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ اس مقام نفس کی حرمت اور عظمت سے قسم کھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولا اقسم بالنفس اللوامة (سورة القیامه ۲)

یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو برائیوں اور بے اعتدالیوں پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔

اور یہ نفس کا مقام انسان کی اخلاقی حالتوں میں سے ایک ترقی یافتہ حالت ہے۔ اس مرتبہ پر انسان دوسرے حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے اور نفس امارہ سے ترقی پا کر نفس لوامہ کے زمرے داخل ہو جاتا ہے۔ طبعی جذبات اور فطری خواہشات کو عقل و شرع کے پابند بناتے ہوئے سفلی جذبات اور سطحی افعال پر ملامت کرتا ہے اور خود کو نیکی اور سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے۔ اسی کیفیت نفس کا نام نفس لوامہ ہے۔

عرفاء کہتے ہیں کہ نفس لوامہ اگرچہ تیسرے درجے کا عالم ارواح میں موجود مرتبہ ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے شراب طہور کی خلعتوں سے مالامال ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔

وسقاهم ربهم شرابا طهورا (سورة الدهر ۲۱)

ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب سے سیراب فرماتا ہے۔

درانحالیکہ یہ اولیاء اور انبیاء کی مجلسوں میں حق اور حقانیت سے انس حاصل کر لیتا ہے اور جمال نور صمدی سے مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔

اس وقت انسان محبت کے ان مقامات کو طے کرنے لگتا ہے جو توبہ اور طہارت سے معنون ہیں۔ حق تعالیٰ اس آیت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

ان الله يحب التوابين و يحب المطهرين (سورة البقره آیت ۲۲۲)

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ گزاروں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نفس لوامہ سے انسان کے اندر چند ایسے نیک احوال و اثرات رونما ہونے لگتے ہیں جو انسان کی روحانی دنیا میں نئی رونق اور نئی تازگی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ انس، محبت، عشق، شراب طہور، مشاہدۂ جمال اور توبہ و طہارت وغیرہ اسی کے پیدا کردہ ہیں۔

## نفسِ ملہمہ اور اس کی کیفیات:

نفس ملہمہ کے بارے میں شاہ سید محمد نوربخشؒ کا یہ تبصرہ ہے کہ

چوں از صفات ہوائی تنزل نماید ملہمہ شود و صفت مائیہ بروغالب آید۔

(کتاب نوریہ قلمی)

جب نفس لوامہ بادی صفات سے نیچے اتر جائے تو نفس ملہمہ ہو جاتا ہے اور اس پر آبی صفت غالب آجاتی ہے۔

سابقہ بیانوں میں روح اور نفس کا تعلق بیان کرتے

ہوئے ہم نے بتایا تھا کہ جب سفلی روح عام حالت سے عروج پا کر انسانی اور علوی روح کے مقام پر فائز ہو جاتی ہے تو اس وقت حیوانی روح اس کی ہم جنس بن جاتی ہے اور اس وقت حیوانی روح ایک خاص وصف اور قوت سے مالامال ہو جاتی ہے اور وہ نطق و الہام کا محل بن جاتی ہے۔ جیسا کہ باری تعالی نے اس حکمت کا اشارہ یوں کلام پاک میں فرمایا ہے۔

و نفس وما سوّاها فالهمها فجورها و تقوٰيها (سورة الشمس آیت ۷، ۸)

اور قسم ہے اس جان کی جس کو اس نے ٹھیک بنایا اور اسے نیکی اور بدی کی باتوں سے الہام کے ذریعے آگاہ کیا۔

یعنی نفس ملہمہ جب اس مقام سے گزر رہا ہوتا ہے تو انسان کی زندگی کا سفر ذوق الہامات سے بھرپور ہوتا ہے اس لئے نفس ملہمہ حق و باطل کی تمیز کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے اور وہ ہمیشہ حق ہی کی پیروی کرنے اور حق ہی کی تعلیم دینے پر مامور ہو جاتا ہے اور باطل کو خوب انداز سے شناخت کر لیتا ہے اور باطل کے تمام شعبوں سے اجتناب کرنے کا پابند ہو جاتا ہے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ اس مقام پر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللهم ارنا الحق حقاً و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابه اللهم ارنا الاشياء كما هي

(اس دعا کا ترجمہ اور تشریح گزر چکی ہے۔)

کہتے ہیں کہ مرید صادق کو جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لئے جمالیات اور سماع وغیرہ حلال ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مرید کا نفس صفات ذمیمہ کی بیماریوں سے مر جاتا ہے تو اس وقت قلب کو حیات تازہ دینے کے لئے ذکر و نعت اور حمد و صلوۃ کے ذریعے زندہ کیا جاتا ہے اس طرح صوفی لوگ کسی کے عرس پر سماع کی محفل جماتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ دل کو اس بابرکت موقع پر جس میں اس کو حق اور حقانیت سے معنوی اور غیبی رشتہ حاصل ہو گیا ہے اور صفات حمیدیہ کے ساتھ بیاہ کا بندھن پالیا ہے۔ جب جیون ساتھی میسر آتا ہے تو اس کی دھوم مچتی ہے اور خوشیاں منائی جاتی ہیں اور دھنیں جائی جاتی ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب نفس کو حق بینی کی بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اسے الہام و القا کی عنایات ہونے لگتی ہیں اور اسے حق ہی کے توابع سے علوم و عرفان کے داعیے پھوٹ پھوٹ کر نظر آتے ہیں جن کی بدولت وہ جہاں سے جو کچھ بھی حاصل کرتا ہے وہ دراصل حق کا حصول ہوتا ہے اور وہ حق پر مٹنے کو تیار رہتا ہے۔ جیسا کہ اشارہ خداوندی ہے۔

الذين يستمعون القول فيتبعون احسنة ط و اولٓئك الذين هداهم الله و اولٓئك هم اولوا الالباب ط

(سورة الزمر آیت ۱۸)

جو لوگ باتوں کو غور سے سنتے ہیں اور ان میں سے بہتر پر عمل کرتے ہیں یہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت عطا کر دی اور یہی لوگ عقل والے ہیں۔

## نفسِ مطمئنہ اور اس کی منازل :

نفس مطمئنہ اپنی ظاہری اور لفظی معنی کے اعتبار سے بھی دلکش اور دلنواز اور مسرت آمیز ہے۔ اس کی خلقت اور تاثیر اور خواص کے مثبت اثرات کے پیش نظر بھی خوشگوار خصائص سے معمور ہے۔ چنانچہ شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"چوں (نفس) از صفات مائی تنزل نماید مطمئنہ شود صفت ترابی برو غالب آید و تمکین یابد و صفت وقار و تواضع و خضوع و خشوع موصوف گردد۔

(رسالہ نوریہ قلمی ص ۲۸)

"جب نفس آتی صفات سے نیچے اترتا ہے تو مطمئنہ سے مشرف ہو جاتا ہے اور اس پر خاکی صفات غالب آجاتے ہیں اور اسے تمکین حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں وقار، تواضع، خضوع اور خشوع کی صفات نمودار ہوتی ہیں۔

## توضیح :

شاہ سید کے فرامین کی روشنی میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انسان جب نفس امارہ کا شکار رہتا ہے تو اس کی خاصیت آتشی اور ناری اوصاف اور اثرات سے مخدوش رہتی ہے۔ جب وہ اس خاصیت سے ترقی کرنے لگتا ہے تو وہ بادی اور ہوائی خاصیتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں اس کا نفس ڈانواڈول رہتا ہے اور اس کا کام الٹنا پلٹنا ہوتا ہے۔ جب نفس ان ہوائی چکروں سے نکلتا ہے تو اس پر آبی صفات اور خاصیتیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ وہ ہر ناپاکی دھونے کی خاطر رواں دواں رہتا ہے اور نیکی اور بدی میں تمیز کرنے اور پاکی اور ناپاکی کے فوائد و نقصانات سے مطلع ہونے میں لگا رہتا ہے یوں اس پر القا اور کشف و شہود کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ وہ بلند و بالا آفاق سے اترتا ہے اور ہر گل و سمن کی شاخ سے گزرتا ہے۔ ہر کھارے میٹھے کو چکھتا ہے اور خوب گرم و سرد کے مرحلوں سے گزر کر وسیع و عریض سمندر کے سینوں سے جا ملتا ہے۔ اس وقت اس کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ کرنا محال ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں جواہر و لعل گراں بہا کے خزانے پوشیدہ کئے جاتے ہیں۔ اسی آفاق و انفس میں خدا تعالیٰ کی آیات بھی پوشیدہ ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سنریھم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسھم افلا یتدبرون

عنقریب ہم انہیں آفاق اور ان کے اپنے نفوس میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے کیا وہ سمجھتے نہیں؟

اسی عنوان کو جب اہل اللہ نور بصیرت سے دیکھتے ہیں تو یوں گویا ہوتے ہیں۔

تو آن انفاس رحمانی کہ جانہا از دمت یابد
تو آن دریای غفرانی کہ می شوید خطاتھا
ھدایت ھای بی علت کہ باھر مفلسی داری
تسلی می دھد دل را امید آن عنایتھا
جہانھای بی فضل آورد جان از عدم بیرون
سر ھر موی کن یابد از آن دولت کرامتھا

قارئین اس عرفانی تجربے کی مزید تفصیل سے حظ اندوز ہونا چاہیں تو کتاب "چہل اسرار" کی عرفانی غزلیات کا مطالعہ کریں نیز کتاب "منشور ملک عشق" کے مطالعہ سے لذت آشنا ہو کر اپنی تشنہ کامی کو دور کریں۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخش نفس مطمئنہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں۔

جب نفس اخلاق ذمیمہ سے مزکی ہو جائے تو نفس یا ایتھا النفس المطمئنۃ کے خطاب کے قابل بن جاتا ہے اور ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کے امر سے مامور ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو کہ نفس کا مرکب ہے سے باز آتا ہے اور تمام اخلاق حمیدہ سے مزین ہو کر روحانی مضبوط کڑیوں میں فادخلی فی عبادی کے حکم کے تحت داخل ہو جاتا ہے اور جب اپنی ذاتی صفات کو فنا کر کے دل کے اوصاف سے بہتا پاتے ہیں۔ اس وقت وہ نفس، نفس نہیں رہتا بلکہ تمام دل سے معنون ہو جاتا ہے۔ جب ناسوت ارضی سے ترقی پا کر آسمانی ملکوت میں رسائی حاصل کرتا ہے تو اس پر آسمان کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس طرح وادخلی جنتی کے باعث جنت والوں کے زمرے میں پہنچ جاتے ہیں اور یقیناً نجات کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

(کتاب نوریہ قلمی)

عرفاء سالکین فرماتے ہیں کہ نفس مطمئنہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی خاصیت ہے جو کہ عالم ارواح میں صف اول میں شمار ہوتے ہیں، تاہم اطمینان کی حیثیت درجوں اور مقاموں کے تدریج سے مختلف ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ ہر نفس اپنی استعداد اور تائید خداوندی سے ہی کسی مقام سے مشرف ہوتا ہے اور اس مرتبہ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ نفس امارہ سے لوامگی، مطمئنگی اور مطلقگی بھی ہر ایک کی حیثیت اور مقام میں بند ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے۔

وما منا الا له مقام معلوم (سورۃ الصفت آیت ۱۶۴)

رتبہ ہمیں ہر ایک کا مقام معلوم ہے۔

## نفس کی پہچان:

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نفس کا موضوع عالم عرفان میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی پہچان کے بغیر انسان کے لئے حقیقت کو تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے نفس کی پہچان حاصل کر لی اس نے گویا اپنے رب کو پہچان لیا۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام جیسی پاک وپاکیزہ ہستی اور معصوم نفس کے متعلق ارشاد موجود ہے۔ انہوں نے نفس امارہ کی حقیقت کو خوب بیان فرمایا کہ میں اپنے نفس کی برائت نہیں کرتا بلاشبہ نفس تو برائیوں کا کثرت سے حکم کرنے والا ہے بجز اس کے کہ میرا رب رحم فرمائے۔ بے شک میرا رب بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی نفس کے اشرار و خباثت سے انبیاء بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اس لئے اس کی صحیح معرفت حاصل کرنا انسان کو امر تاکیدی سے معنون کرتا ہے۔

قارئین کرام کی معرفت افزائی کے لئے نفس امارہ کی مزید عارفانہ تفصیل بیان کی جاتی ہے کیونکہ نفس امارہ مزید تقسیم پذیر ہو سکتی ہے اور اس تقسیم کا بیان نفس کے اصل حقائق کو بے نقاب کرنے کے لئے ضروری ہے۔

## نفس کی چار حالتیں:

بنیادی طور پر نفس چار حالتوں سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ نفس نامیہ نباتیہ

۲۔ نفس حسیہ حیوانیہ

۳۔ نفس ناطقہ قدسیہ

۴۔ نفس کلیہ الٰہیہ

نفس نامیہ نباتیہ ذاتی طور پر خاموشی سے بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ ان طاقتوں کا حامل ہوتا ہے۔

۱۔ ماسکہ ۲۔ جاذبہ ۳۔ ہاضمہ ۴۔ دافعہ ۵۔ مربیہ

اس کی دو مخصوص خاصیتیں اس کا گھٹنا اور بڑھنا ہے۔ یہ جگر سے عروج پاتا ہے اور دیکھنے میں یہ حیوانی نفس سے مشابہت رکھتا ہے۔

نفس حسیہ حیوانیہ پانچ قوتوں کا حامل ہے۔

سامعہ، باصرہ، ذائقہ، شامہ اور لامسہ

اس کی دو خاصیتیں ہیں رضا اور غضب۔ یہ دل سے ابھرتا ہے اور دیکھنے میں درندوں سے مشابہت رکھتا ہے۔

نفس ناطقہ قدسیہ بھی پانچ قوتوں کا حامل ہے۔

ذکر، فکر، علم، حلم، انتباہ

اس کی دو خاصیتیں ہیں نزاہت اور حکمت۔ صفات کے اعتبار سے یہ فرشتوں سے مشابہت رکھتا ہے۔

نفس کلمہ الٰہیہ بھی پانچ قوتوں پر مشتمل ہے۔

فنا کے بعد بقا، شقاوت کے بعد نعمت، ذلت کے بعد عزت اور فقر کے بعد غنا۔

اس کی دو خاصیتیں حلم اور کرم ہیں۔ اس کا مبداء اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی کی طرف سے آتا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اشارہ فرمایا ہے۔

نفخنا فیه من روحنا

اور رجوع پر اس طرح دلالت کی۔

یاایتها النفس المطمئنة فرجعی الی ربک راضیة مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

اور اسی طرح بعض عارفین متصوفین نے نفس کے بارے میں بڑی تحقیق کے بعد یوں اظہار خیال فرمایا ہے۔

ان النفس الانسانیة واقعة بین القوة الشهوانیة و القوة العاقلة فالاولی تحرص علی تناول اللذات البدنیة البهیمیة کالغذاء و السفاد و التغالیب و سائر اللذات العاجلة الفانیة و الاخری تحرص علی تناول العلوم الحقیقة و الخصال الحمیدة المؤدیة الی السعادة الباقیة ابد الابدین و الی هاتین القوتین اشار الله تعالی بقوله و هدینا النجدین و قال ایضاً انا هدینا السبیل اما شاکرا و اما کفورا

بے شک انسان کا نفس قوت شہوانی اور قوت عقلی کے درمیان واقع ہے۔ پس ان میں سے اول الذکر تو جسمانی حیوانی لذات کے حصول کی طرف راغب ہوتی ہے مثلاً غذا، مار دھاڑ، غلبہ کا حاصل کرنا اور ان تمام لذات کا حصول جو بسرعت ختم ہونے والی ہیں۔ اور آخر الذکر حقیقی علوم کے حصول اور اچھی خصلتوں کی طرف راغب کرتی ہے جو ابد الاباد باقی رہنے والی سعادت کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اس امر کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اشارہ فرمایا ہے کہ ہم نے انسانوں کو دو راستے دکھا دیے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے دو راستوں کی رہنمائی کی چاہے کوئی شکر گزاری اختیار کرے یا وہ نافرمانی کو اپنائے۔

اگر انسانی عقل قوت شہوانی پر غلبہ حاصل کر پایا اور سیدھے راستے پر گامزن رہا تو عظیم کامیابی سے ہمکنار ہو گیا اور اگر شہوت عقل پر غالب آگئی تو پھر وہ اپنی خواہشات پر مبنی حیلے تلاش کرے گا جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جائے گا اور دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ کا موجب ہوگا۔

## افضل ترین مجاہد:

شریعت اسلامی میں جہاد کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اہل تصوف جہاد بالنفس کی اہمیت پر بھی بڑا زور دیتے ہیں کیونکہ رسول کریمؐ نے جہاد بالنفس کو جہاد اکبر قرار دیا ہے اور جو صالح معاشرے کی تشکیل کے لئے نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله

مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کی راہ میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و من جاهد فانما یجاهد لنفسه ان الله لغنی عن العالمین (سورة عنکبوت آیت ٦)

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے وہ اپنے نفس کے بھلے کے لئے جہاد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

(جاری ہے)

فضائلِ اہلبیت

# مناقبِ علی ابن ابی طالب ؑ

مولانا محمد علی چھورہٹ اسلام آباد

مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم اہل تصوف کے پہلے امام ہیں۔ تصوف کے تمام سلاسل کا مرجع آپ کی ذات مقدس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو تو الاولیاء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ خیر البشر اور خلیفۃ الرسولؐ ہیں۔ آپ کے مناقب و فضائل احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ ذیل میں ہم مشکوٰۃ شریف اور دیگر مستند کتابوں سے آپ کے مناقب نقل کرتے ہیں۔

عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحب علیاً منافق و لا یبغضہ مومن

(مظاہر حق مشکوٰۃ شریف ج ٤ ص ١٩٨ / ٢١٢)

ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہیں دوست رکھتا علی کو منافق اور نہیں دشمن رکھتا مومن۔

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ علی منی و انا من علی

(مظاہر حق مشکوٰۃ شریف ص ١٩٣)

حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ

(مشکوٰۃ شریف ص ١٩٢ / ١٩٣)

(رسول کریمؐ نے فرمایا) میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔۔۔۔۔۔

عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ ﷺ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذٰلک فقال لہ ھنیئا یا بن ابی طالب اصبحت و امسیت مولیٰ کل مؤمن و مؤمنۃ

براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب رسول خدا ﷺ غدیر خم پر اترے تو آپؐ نے حضرت علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا کہ کیا نہیں جانتے ہو کہ میں مومنوں کے نفسوں سے نزدیک ترین اور نزدیک تر دوست ہوں۔ صحابہ نے کہا واقعی آپ ایسے ہی ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے خدا جو شخص کہ میں اس کا دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔ پس حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور کہا اے علی خوشی ہے تمہارے لئے جیتے رہو اے ابو طالب کے بیٹے تم نے ہر روز اس حالت میں صبح و شام کی کہ تم ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ ہوئے۔

نیز روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔

احب من احبہ وابغض من ابغضہ و انصر

من نصره و اخذل من خذله وادر الحق معه حیث دار

یعنی اے اللہ تو دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے اور اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اس کی مدد نہ کر جو علیؑ کی مدد نہ کرے اور حق کو علیؑ کی طرف پھیر جدھر وہ پھرے۔

(مرقاۃ اشعۃ اللمعات فخر السالکین نورالدین جعفر بدخشی در خلاصۃ المناقب)

ان اللہ خاطبنی لیلۃ المعراج بالغۃ علی قلت یارب انت خاطبنی ام علی قال یا محمد انا شی لست کالاشیاء لا اقاس بالناس ولا اوصف باشبہات خلقتک من نوری و خلقت علیا من نورک فاطلعت علی سراء قلبک فلم اجد فی احد احب الیک من علی ابن ابی طالب فی طبتک بالغتہ و لسانہ فمن قلبک لما عرج نبی الی السمآء رایت علی باب الجنت مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و علی حبیب ولی اللہ والحسن و الحسین صفوۃ اللہ و الفاطمۃ امۃ اللہ و علی محبہم رحمۃ اللہ و علی مبغضہم لعنۃ اللہ

(خلاصۃ المناقب ص ۲۹)

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں مجھ سے لغت علیؑ میں بات کی تو میں عرض پیرا ہوا اے پروردگار مجھ سے تو خطاب فرما رہا ہے یا علیؑ؟ فرمایا اے محمدؐ میں ایسا ہرگز نہیں کہ تو مجھ پر لوگوں میں سے کسی کی مانند قیاس کیا جائے نہ ہی میں مشابہات سے توصیف کیا جا سکتا ہوں۔ تجھے میں نے اپنے نور سے بنایا تو علیؑ کو تیرے نور سے خلق کیا۔ میں تیرے قلب کے اسرار سے آگاہ ہوں چونکہ تیرے دل میں علیؑ کی محبت کے سوا کوئی محبت نہیں پاتا اس لئے میں نے تجھ سے علیؑ کی زبان اور لہجے میں بات کی ہے تاکہ تیرا دل مطمئن رہے۔ پھر (رسول اللہؐ نے) فرمایا کہ جب میں آسمانوں کی رفعتوں پر گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا پایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ اللہ کے ولی ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ اللہ کے منتخب ہیں اور فاطمہؑ اللہ کی کنیز ہیں۔ ان کے دوستوں پر اللہ کی رحمت ہو اور ان سے بغض رکھنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

نیز رسول کریمؐ نے فرمایا۔

ان اللہ جعل لاخی علی ابن ابی طالب فضائل لا تحصی کثرۃ فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقرابھا غفراللہ لما تقدم من ذنبہ و من کتب فضیلۃ من فضائلہ مقرأ بھا تنزل الملئکۃ ستغفراللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا الاستماع و من نظر الی فضیلۃ من فضائل غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبھا بالنظرہ

اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی ابن ابی طالب کے فضائل بکثرت اور لامحدود بنائے ہیں پس جو کوئی آپ کے فضائل میں سے کسی فضیلت کو بیان کرے یا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی جو اس سے سرزد ہوئے ہوں مغفرت کرے گا۔ جو کوئی آپ کی فضیلت کو لکھے گا جب تک وہ تحریر مرقوم رہے گی فرشتے اس کے لئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے۔ جو کوئی ان فضیلتوں میں سے کوئی فضیلت دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ ان گناہوں کو معاف فرمائے گا جو نظر کی وجہ سے سرزد ہوئے ہوں گے۔

نیز رسول کریمؐ نے فرمایا۔

انظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ و ذکرہ عبادت ولا یقبل اللہ ایمان عبدالا بولاہ و البراءۃ من اعداہ

علی ابن ابی طالبؓ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور ان کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا مگر ان کی محبت کے ساتھ اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کی بنا پر۔

(حوالہ خلاصۃ المناقب ص ۳۰ /۳۱)

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلہ ہارونؑ من موسیٰؑ الا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ)

سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے علیؑ کے واسطے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون و موسیٰ کے ہے مگر (فرق یہ ہے کہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ و احبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب مفرط یعرضنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبہتنی

علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے واسطے فرمایا کہ تجھ میں حضرت عیسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے کہ یہود نے ان کو دشمن رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی اور نصاریٰ نے دوست رکھا یہاں تک کہ ان کو اس منزلت و مرتبہ پر پہنچایا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے ان کو اللہ یا ابن اللہ کہا پھر کہا حضرت علیؑ نے کہ میرے حق میں دو شخص گمراہ ہوں گے ایک تو حد سے زیادہ محبت کرنے والا کہ میرے بارے میں اس چیز کی تعریف کرے گا جو میرے لئے سزاوار نہیں ہے اور مجھ کو تفضیل دے گا تمام صحابہ یا انبیاء پر یا مجھ کو (جماعت نصیریہ کی مانند) اللہ کہے گا اور دوسرا شخص وہ مجھے دشمن رکھے گا اور بہتان لگائے گا۔

(اس سے ثابت ہوا کہ افراط و تفریط دونوں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں بحمد اللہ اہل صوفیہ ہی وہ جماعت ہیں جو افراط و تفریط سے محفوظ ہیں۔ نہ محبت میں غلو کرتے ہیں اور نہ بغض و کینہ رکھتے ہیں۔)

نیز حضرت مولائے متقیان نے فرمایا۔

یحبنی اقوام حتی یدخلوا النار فی حبی و یبغضنی اقوام حتی یدخلوا النار فی بغضی

کچھ لوگ مجھ کو دوست رکھیں گے حتی کہ میری محبت (میں غلو کے سبب) دوزخ میں داخل ہوں گے اور کچھ مجھے دشمن رکھیں گے اور میری عداوت کے سبب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

پھر فرمایا۔

اللہم العن کل مبغض لنا وکل محب غال

اے اللہ ہمارے ساتھ بغض رکھنے والے پر بھی لعنت بھیج اور ہمارے محبت میں غلو کرنے والے پر بھی۔

عن عائشۃ قالت خرج النبی غداۃ و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً (رواہ مسلم)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت صبح کے وقت ایک لکیر دار کمبل اوڑھ کر

صحن میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت امام حسنؑ آئے تو آپ نے ان کو کمبل میں لپیٹ لیا پھر امام حسینؑ آئے تو آپ نے ان کو بھی کمبل میں لپیٹ لیا اور پھر حضرت فاطمہؑ آئیں تو ان کو بھی اس کمبل میں داخل کیا اور پھر حضرت علیؑ تشریف لائے تو ان کو بھی کمبل میں داخل کیا اور اس کے بعد یہ آیت پڑھی کہ اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے گناہ دور رکھنا چاہتا ہے اور تم کو ہر آلائش سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔

(مظاہر حق مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۴)

عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناء نا و ابناء کم الخ دعا رسول اللہؐ علیاً و فاطمۃ و حسن و حسین فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی (رواہ مسلم)

سعید بن ابی وقاصؓ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "آؤ ہم اپنے بچوں کو بلائیں اور تم اپنے بچوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو لائیں اور تم اپنی جانوں کو لاؤ تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا۔ رضوان اللہ علیھم اجمعین ط

## بقیہ احوال شاہ قاسم فیض بخشؒ

بندگان راخذ او سالکان راخذ او سالکان را مرتبہ قصوئی و عارفان را بدرجہ اعلیٰ و علماء راطریق ہدیٰ رسانند و در ارشد طریقت و احیائے حقیقت و ترویج شریعت سعی تمام واجب شمرد و وظیفہ عالمیان انکہ صحبت وے راغنیمت دانستہ در استفادہ و استفاضہ و خدمت گاری و ملازمت تقصیر جایز ندارند کہ قرون و دھور بسیار و سنین و شہور و اعصاب بے شمار باید تا مظہر جامع مانند وے بظہور آید۔

حضرت اللہ تعالیٰ برکات احوال و علوم این قرب المعین را بعالمیان رسانید و وذات شریف وے را بسیر سال صحت و سلامت دارا و بحرمت کمل الاولیاء من الاقطاب والافراد

(تحفۃ الاحباب ص ۶۳)

یہ خط ارشاد میر سید محمد نور بخشؒ نے جس وقت دیا اس کے بعد وہ لوگوں کو ارشاد و ہدایت کرنے میں مصروف ہوگئے تھے۔ غالباً اس وقت فیض بخشؒ کی عمر تیس سال یا اس سے کچھ متجاوز تھی۔

(جاری ہے)

## بقیہ: حضرت اویس قرنی

کہتے ہیں کہ عمر کے آخری حصے میں آپ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور ان کی موافقت میں جنگ جمل میں لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

اور جاننا چاہئے کہ ایک قوم ہے جسے اویسیہ کہتے ہیں ان کو پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ ان کو بلا واسطہ غیر کے حضرت اویس کی طرح کہ اگرچہ انہوں نے ظاہری طریق پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا تھا لیکن آپ ہی سے پرورش پائی تھی، اسی طرح اس قوم کو نبوت پرورش کرتی ہے اور یہ ایک عظیم الشان درجہ ہے۔ قسمت کس کو اس تک پہنچاتی ہے اور یہ دولت کے نصیب ہوتی ہے؟.............. (ماخوذ)

| |
|---|
| نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو |
| ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں |
| اقبالؒ |

ادبِ تصوف

# حضرت اویس قرنیؒ

فرید الدین عطارؒ

## تعارف :

اسلامی تصوف کا علمی ذخیرہ گنجہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اکثر سلاسل تصوف کے شیوخ طریقت صاحبان تصانیف کثیرہ ہو گزرے ہیں اور علمی دنیا میں ان تصانیف کی نہایت قدر و قیمت ہے۔ نثری تصانیف میں شیخ محی الدین عربی کی فصوص الحکم، حضرت امام غزالی کی احیائے العلوم، حضرت داتا گنج بخشؒ کی کشف المحجوب، حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک، شیخ ابن مکی کی قوت القلوب، شیخ سہروردی کی آداب المریدین، شیخ فرید الدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء اور اس نوع کی بیسیوں عظیم تصانیف کے علاوہ نظم میں مولانا رومؒ کی مثنوی معنوی، شیخ شبستری کی گلشن راز اور دیگر تصانیف نہ صرف حقائق و معارف دین کا خزانہ ہیں بلکہ ادبی شاہکار بھی ہیں۔ اس ضمن میں اولیائے سلسلۃ الذھب کی گراں قدر تصانیف خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن کی تعداد سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں جا پہنچتی ہے۔

ماہنامہ نوائے صوفیہ اس شمارے سے قارئین کے ایمان کو تازہ کرنے کی خاطر تصوف کی شہرۂ آفاق تصانیف سے خصوصی اقتباسات پیش کر رہا ہے۔ زیر نظر مضمون جو اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے، شیخ فرید الدین عطارؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تذکرۃ الاولیاء" سے ماخوذ ہے۔

حضرت اویس قرنیؒ اسلام کے اولین صوفیاء میں سے تھے۔ آپ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضور خاتم النبیینؐ کا زمانہ مبارک پایا مگر بوجوہ زیارت مصطفیٰؐ سے مشرف نہ ہو سکے۔ آپ کی ذات مبارک سے تصوف کا ایک اہم سلسلہ آغاز ہوتا ہے جسے سلسلہ اویسیہ کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں مرشد کی طرف سے غائبانہ رہنمائی ملتی ہے۔ اس عظیم عاشقِ رسولؐ صوفی کا مکمل تعارف ہم شیخ عطارؒ ہی کی لسان معجز بیان سے سنتے ہیں۔

## ارشاداتِ رسولؐ در شانِ اویسؓ :

قبلہ تابعین، قدوۃ العارفین آفتاب پنہان، ہمنفس رحمان سہیل یمن حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اویس قرنی خیر التابعین باحسان و عطفت

حضرت اویس قرنیؒ احسان و عطف میں جملہ تابعین سے بہتر ہیں

کبھی کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمن کی طرف منہ کرتے اور فرماتے تھے ۔ کہ میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں۔ (دیگر تذکروں میں یہ ارشاد پاک یوں بھی مرقوم ہے کہ "میں یمن کی جانب سے خدا کی خوشبو پاتا ہوں)۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت ستر ہزار فرشتے اویس کے ہمشکل پیدا فرمائے گا تاکہ حضرت اویسؓ میدان قیامت میں ان کے درمیان آئیں اور بہشت میں داخل ہوں۔ اور مخلوق اس بات سے باخبر نہ ہو سکے کہ

ان میں سے اویس قرنی کون ہیں۔ کیوں کہ وہ دنیا میں بھی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر حق تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اپنے آپ کو خلق سے الگ رکھتے تھے۔ اس لئے (حق تعالیٰ) کو یہ منظور ہو گا کہ وہ آخرت میں بھی لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اولیائی تحت قبائی الخ

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں اور میرے سوا انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کل بروز قیامت خواجۂ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لا کر فرمائیں گے کہ اویس کہاں ہیں کہ میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور غیب سے آواز آئے گی کہ اے حبیب رنج مت کر چونکہ تو نے اسے دنیا میں نہیں دیکھا اس لئے یہاں بھی نہ دیکھے گا۔

نیز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

کہ میری امت میں ایک مرد ایسا ہے کہ جو قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ و مضر کی تمام بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ اور ان دونوں قبیلوں کی بکریوں کی تعداد کل عرب میں سب سے زیادہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا اویس قرنیؓ۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہو گا؟ آپ نے فرمایا قرن میں صحابہؓ نے دریافت کیا کہ کیا اس نے آپ کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا ظاہر کی آنکھ سے نہیں دیکھا ہے لیکن دل کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ پھر صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایسا عاشق آپ کی خدمت میں کیوں حاضر نہیں ہو سکتا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ دو وجوہ سے نہیں آتا ایک تو غلبۂ حال کی وجہ سے اور دوسرے تعظیم شریعت کے لحاظ سے کہ اس کی ماں ضعیف اور نابینا ہے اویسؓ شتربانی کرتا ہے اور اپنی ماں کا نفقہ اس سے حاصل کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ کیا ہم اسے دیکھیں گے؟ آپؐ نے صدیقؓ سے فرمایا کہ تو اسے نہ دیکھے گا لیکن فاروقؓ و مرتضیٰؓ اسے دیکھیں گے۔ اس کے جسم پر بال بکثرت ہیں اور دائیں پہلو اور ہاتھ کی ہتھیلی پر ایک درم کے برابر سفید داغ ہے اور وہ برص کا داغ نہیں ہے۔ جب تم اسے پاؤ تو میرا سلام اس تک پہنچانا اور اسے کہنا کہ میری امت کے لئے دعا کرے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بزرگ دوست مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ صحابہؓ نے کہا کہ ہم انہیں کہاں پائیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ یمن میں شتربان ہے اور اس کا نام اویسؓ ہے۔ اس کے قدم بقدم چلو۔

نیز روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے چند ساعت قبل صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کا لباس کس کو دیں؟ آپؐ نے فرمایا اویس قرنیؓ کو۔

## فاروقؓ و مرتضیٰؓ اویسؓ کی خدمت میں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کوفہ تشریف لائے۔ اور حضرت فاروق نے خطبہ کے درمیان کہا کہ اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے پوچھا تمہارے درمیان کوئی شخص قرن کا رہنے والا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت فاروقؓ نے اویس قرنیؓ کے متعلق پوچھا لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے لیکن ایک وحشی ہے جو لوگوں سے دور رہتا ہے۔ حضرت فاروق نے کہا وہ کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا وہ وادی غرا میں اونٹ چراتا ہے اور رات کو خشک روٹی کھاتا ہے اور شہر کا رخ نہیں کرتا اور کسی شخص سے صحبت نہیں رکھتا اور جو چیزیں لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا اور شادی و غم کو نہیں جانتا

ور جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔ پس فاروقؓ اور علیؓ اس وادی میں گئے اور ان کو نماز میں مشغول پایا اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دے رکھا تھا کہ جب تک یہ نماز پڑھیں وہ اونٹوں کو چرائیں۔ جب آپ نے آدمی کی جنبش پائی تو نماز کو کوتاہ کر دیا اور سلام کہا۔ حضرت فاروقؓ نے جواب دیا اور پھر پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میرا نام غلام ہے۔ حضرت فاروقؓ نے جواب دیا کہ ہم سب حضرت کے غلام ہیں میں تمہارا خاص نام پوچھتا ہوں۔ پھر آپ نے جواب دیا۔ اویسؓ۔ پھر فاروقؓ نے کہا کہ دایاں ہاتھ تو دکھاؤ انہوں نے فوراً دکھا دیا اور جو نشان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا وہ موجود دیکھ کر کہا کہ حضور پرنور ﷺ نے تمہیں سلام کہا ہے اور اپنا لباس تمہارے لئے بھیجا ہے اور حضورؐ نے وصیت فرمائی ہے کہ میری امت کے لئے دعا کریں۔ اویسؓ نے جواب دیا کہ دعا کرنے کے لئے تم مجھ سے بہتر ہو کیونکہ تم سے زیادہ عزیز کوئی نہیں۔ حضرت فاروقؓ نے جواب دیا کہ میں یہی کام کرتا ہوں تم رسول اللہ کی وصیت بجا لاؤ اویسؓ نے کہا اے عمرؓ تم غور کرو شاید وہ شخص میرے سوا کوئی اور ہو۔ حضرت فاروقؓ نے کہا رسول اللہؐ نے تمہارا نشان دیا ہے پھر اویسؓ نے کہا کہ اچھا حضور کا لباس مجھے دو تاکہ دعا کروں۔ فاروق اعظمؓ نے لباس مصطفیٰؐ انہیں دے دیا۔ انہوں نے لے لیا اور کہا ذرا صبر فرمائیے۔ پھر حضرت اویسؓ ان سے کچھ دور چلے گئے اور چہرہ مبارک کو زمین پر رکھ دیا اور فرمایا اے خدا میں اس وقت تک اس لباس کو نہ پہنوں گا جب تک کہ تمام امت محمدیہ کو نہ بخش دے گا۔ کیونکہ پیغمبرؐ نے اسے میرے حوالہ کیا ہے۔ اور رسولؐ، فاروقؓ اور مرتضیٰؓ سب نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب تیرا کام باقی ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ میں نے چند آدمیوں کو تیری خاطر بخش دیا۔

اویسؓ نے کہا جب تک سب کو نہ بخشے گا نہ پہنوں گا۔ پھر آواز آئی کہ چند ہزار میں نے بخش دیے۔ اویس نے کہا کہ میں سب کی بخشش چاہتا ہوں۔ اویسؓ اسی طرح کہتے رہے اور اسی طرح جواب سنتے رہے۔ اس حالت میں فاروق و مرتضیٰؓ ان کے سامنے گئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو کہا کیوں آئے ہو؟ میں اس وقت تک لباس نہ پہنتا جب تک تمام امت محمدیہ کو نہ بخشوا لیتا۔ حضرت فاروقؓ نے اویسؓ کی گدڑی (خرقہ) کو دیکھا تو اس گدڑی کے نیچے اٹھارہ ہزار عالم کے سیر دیکھے۔ حضرت فاروقؓ کا دل اپنے اور خلافت سے پھر گیا اور کہنے لگے کون ہے جو مجھ سے خلافت کو ایک روٹی کے عوض خریدے؟ اویسؓ نے کہا وہ خریدے گا جو عقل مند نہ ہو گا۔ پھینک دو تاکہ جو چاہے اٹھا لے خرید و فروخت کا اس میں کیا کام؟ پھر اویسؓ نے لباس مصطفیٰؐ زیب تن فرمایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس لباس کے طفیل قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر امت محمدیہ کو میرے لئے بخش دیا ہے۔ جناب مرتضیٰؓ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ فاروقؓ نے کہا اے اویسؓ تو نے کیوں رسول خدا کی زیارت نہ کی۔ اویسؓ نے کہا کہ تم نے (رسول خدا) کو دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اویسؓ نے کہا کہ شاید تم نے ان کا جبہ دیکھا ہے اگر تم نے ان کو دیکھا ہے تو بتاؤ کہ ان کے ابرو ملے ہوئے تھے یا کھلے تھے؟ تعجب کہ انہیں معلوم نہ تھا۔ پھر اویسؓ نے کہا کیا تم محمدؐ کے دوست ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہ ہاں۔ اویسؓ نے کہا اگر تم دوستی میں سچے ہوتے تو اس دن جبکہ آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو تم نے موافقت کے طریق پر اپنے دانت کیوں نہ توڑ لئے کیونکہ یہ شرط موافقت ہے۔ پھر آپ نے اپنے تمام دانت دکھائے جو سب کے سب ٹوٹے ہوئے تھے اور فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھے بغیر آپ کی موافقت میں اپنے دانتوں کو توڑ ڈالا۔ جب میں ایک دانت توڑتا

تھا تو میرے دل کو قرار نہ آتا تھا حتی کہ ایک ایک کر کے میں نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے۔ یہ سن کر حضرت فاروق و مرتضیٰ پر رقت چھا گئی اور سمجھ لیا کہ منصب ادب دوسری شے ہے۔ حالانکہ رسول کو نہیں دیکھا۔ کہا کہ ادب یہاں تک ہے اور ادب انہیں سے سیکھنا چاہئے۔ پھر حضرت فاروقؓ نے کہا کہ میرے لئے دعا کرو۔ اویسؓ نے فرمایا کہ ایمان میں کوئی رعایت نہیں ہے۔ میں نے دعا کی ہے اور ہر نماز میں تشہد کے وقت کہتا ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بخش دے۔ اگر تم قبر میں ایمان سلامت لے جاؤ گے تو دعا خود تم کو ڈھونڈ لے گی ورنہ میں دعا ضائع نہیں کرتا۔ پھر فاروقؓ نے کہا کہ مجھے وصیت کرو۔ اویسؓ نے کہا اے عمرؓ خدا کو پہچانتا ہے۔ حضرت فاروقؓ نے جواب دیا ہاں پہچانتا ہوں کہا اگر اس کے سوا کسی کو نہ جانے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر عمر نے کہا اور کچھ کہو اویسؓ نے کہا کیا خدا تعالیٰ تجھے جانتا ہے۔ فاروق نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ کہا اگر سوائے اس کے کوئی دوسرا نہ جانے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ پھر فاروقؓ نے کہا کہ ذرا ٹھہریئے تاکہ میں تمہارے لئے کوئی چیز لاؤں۔ اویس نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور دو درم باہر نکالے اور کہا کہ دیکھئے یہ میں نے شتربانی سے کمائے ہیں اگر تو اس بات کی ضمانت دے کہ میں ان کے خرچ کرنے تک زندہ رہوں گا تو بے شک اور لے آنا۔ پھر کہا تمہیں تکلیف ہوئی واپس تشریف لے جایئے۔ قیامت قریب ہے وہ جگہ دیدار کی ہوگی اور پھر واپس نہ پھرنا ہوگا میں اب قیامت کا زاد راہ حاصل کرنے میں مشغول ہوں۔ جب فاروق و مرتضیٰؓ واپس ہوئے تو اویس کی جگہ اور حرمت ظاہر ہو گئی اور ان کے درمیان عہدہ نہ رہا تو وہ وہاں سے بھاگ اور کوفہ آ گئے اور پھر کسی نے اویسؓ کو نہ دیکھا۔

## احوالِ اویسؓ:

لیکن ہرم بن حیانؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اویس کی شفاعت کا درجہ سنا تو مجھے ان کے دیکھنے کا شوق ہوا میں کوفہ آیا تو آتے ہی ان کو تلاش کر لیا اور انہیں اتفاقاً دریائے فرات کے کنارے پر دیکھا کہ وضو کرتے تھے اور کپڑے دھوتے تھے۔ وہ صفات جو میں نے سنے تھے ان کی بنا پر ان کو پہچان لیا اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ میں نے چاہا کہ ان کا ہاتھ پکڑوں لیکن انہوں نے ہاتھ نہ دیا۔ میں نے کہا اویس اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور مغفرت کرے اور مجھے ان کے حال کی ضعیفی اور دوستی اور رحم کی وجہ سے رونا آ گیا اویس نے رو کر کہا اے ہرم بن جہان اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی دے تم یہاں کس طرح آئے؟ اس نے کہا کہ میر اور میرے باپ کا نام تم نے کس طرح جان لیا؟ حضرت اویس نے جواب دیا مجھے اس نے خبر دی جس کے علم سے باہر کوئی شے نہیں ہے اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔ کیونکہ مؤمنین کی روحیں ایک دوسرے کی آشنا ہوتی ہیں۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی کوئی روایت مجھ سے بیان کرو جواب دیا کہ میں نے انہیں دیکھا نہیں اور ان کی باتیں دوسروں سے سنی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ محدث و مفتی و واعظ ہوں مجھ سے تو اپنا شغل نہیں نبھ سکتا۔ میں نے کہا کہ کوئی آیت تلاوت کیجئے کہ میں سنوں جواب دیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور زار زار رونے لگے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون ط وخلقنا السمآء والارض و ما بینھما للعلمین ○ و ما خلقنا ھما الا بالحق و لکن اکثرھم لا یعلمون○ اور آیت ھوالعزیز الرحیم تک پڑھا پھر اس نے ایک چیخ ماری کہ میں نے خیال کیا کہ عقل ان سے جاتی رہی۔ پھر کہا کہ اے ابن حبان

تمہیں کوئی چیز اس جگہ لائی ہے۔ میں نے کہا کہ میں تم سے انس و راحت حاصل کروں۔ آپ نے کہا...... میں ہرگز نہیں جانتا کہ جس نے خدا کو پہچان لیا وہ بلا اس کے علاوہ کسی اور سے انس کرے اور اس کے بغیر کسی اور سے آرام پائے۔ ہرم نے کہا کہ مجھے تھوڑی سی وصیت کیجئے۔ فرمایا جب سوئے تو عرب کو سرہانے رکھو اور جب بیدار ہو تو آنکھوں کے سامنے رکھو اور گناہ کو چھوٹا خیال نہ کرو اس کو بڑا سمجھو کیونکہ اس کی وجہ سے تم گناہگار ہو گئے اگر تم نے گناہ کو چھوٹا خیال کیا تو گویا خدا کو چھوٹا سمجھا۔ ہرم نے کہا مجھے کس جگہ قیام رکھنا چاہئے آپ نے فرمایا شام میں۔ میں نے کہا وہاں معیشت کس طرح ہو گی؟ کہا کہ افسوس ان دلوں پر شک نے غلبہ پا لیا ہے اور وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ میں نے کہا کچھ اور وصیت فرمایئے فرمایا اے ابن حیان تمہارا باپ مر گیا۔ آدم و حوا و نوح و ابراہیم و موسیٰ و داؤد علیہما السلام مر گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ خلیفہ اول ابو بکر بھی مر گئے اور میرا بھائی عمر بھی مر گیا وائے عمر آہ۔ میں نے کہا رحمک اللہ عمر تو فوت نہیں ہوئے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے ان کی موت کی خبر دے دی ہے۔ پھر کہا ہم تم بھی مردوں میں سے ہیں اور پھر نماز پڑھ کر دعا کی اور فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ کتاب خدا اور اہل اصلاح کا راستہ پیش نظر رکھنا اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہنا اور جب اپنی قوم میں پہنچے تو ان کو نصیحت کرنا۔ اے پسر جان نہ تو مجھے دیکھے گا اور نہ میں تجھ کو۔ مجھ کو دعائے خیر سے یاد کرنا اور جماعت امت کی موافقت سے خلاف نہ ہونا تا کہ ناگاہ کہیں بددین نہ ہو جائے اور بے خبری میں دوزخ میں جا پڑے پھر کہا تم اس راہ سے جاؤ اور میں اس راہ سے جاتا ہوں۔ میں نے چاہا کہ میں چند قدم آپ کے ہمراہ چلوں لیکن اجازت نہ دی اور خود روئے اور مجھے بھی رلایا اور جب تک میں ان کو دیکھتا رہا روتا رہا حتی کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے پھر اس کے بعد میں نے ان کی خبر نہ پائی۔ ہرم نے کہا کہ انہوں نے زیادہ باتیں چار یار کے متعلق کیں۔

ربیع فرماتے ہیں کہ میں اویسؓ کو دیکھنے گیا میں نے انہیں صبح کی نماز میں مشغول پایا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو تسبیح میں مشغول ہوئے حتی کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا اور اسی طرح دیگر کی نماز کا وقت آ گیا اور اسی طرح تین روز تک نہ کچھ کھایا اور نہ آپ سوئے۔ چوتھی حالت میں میں نے دیکھا کہ تھوڑا سا سوئے اور پھر اٹھ بیٹھے اور مناجات میں مصروف ہوئے اور کہا یا الٰہی میں چشم پر خواب اور شکم پُر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے اس قدر کفایت کرتا ہے اور لوٹ آیا کہتے ہیں کہ وہ رات ہرگز نہ سوتے اور فرماتے کہ یہ ایک رکوع کے لئے ہے اور یہ رات سجدہ کے لئے ہے اور یہ رات قیام کے لئے ہے اور ہر رات اسی طرح جاگتے۔ لوگوں نے پوچھا اے اویس کیسے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہ کہنے پاؤں کہ صبح ہو جائے اور چاہتا ہوں کہ آسمان والوں کی طرح عبادت کروں۔ لوگوں نے پوچھا کہ نماز میں خشوع کیا ہے؟ فرمایا کہ نمازی کو تیر ماریں اور اس کو خبر نہ ہو۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیسے ہو؟ آپ نے فرمایا وہ کیسا ہو گا جو صبح کو اٹھے اور نہ جانے کہ اجل اس کو رات تک مہلت بھی دے گی یا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ حالت کیا ہے؟ فرمایا آہ ہے بے توشگی اور راستہ کی درازی کی وجہ سے۔

نقل ہے کہ کسی سے فرمایا اگر تو زمین و آسمان کے برابر عبادت کرے تو قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ اس پر یقین نہ کرے گا اس نے کہا کہ یقین کس طرح کروں؟ فرمایا جو کچھ تجھے حاصل ہے اس پر قناعت کرے اور فارغ رہے تا کہ اس کی پرستش میں کسی دوسری چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔ اور فرمایا کہ

جو شخص تین چیزوں کو دوست رکھتا ہے دوزخ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اچھا طعام کھانا اور عمدہ لباس پہننا اور امیروں کے ساتھ بیٹھنا۔ لوگوں نے حضرت اویسؓ سے کہا کہ آپ کے قریب ایک آدمی رہتا ہے تیس سال ہونے کو ہے وہ قبر میں بیٹھتا ہے اور گلے میں کفنی ڈالے رہتا ہے اور روتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے وہاں تک لے چلو تاکہ اسے دیکھوں۔ لوگ اس کو آپ کے نزدیک لے گئے آپ نے دیکھا کہ زرد و تغیر ہو چکا ہے اور رونے سے سوکھ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے فلاں قبر و کفن نے تجھے خدا تعالیٰ سے مشغول کر دیا ہے اور تو انہیں دونوں کا ہو کر رہ گیا ہے اور یہ ہر دو تیرے راستے میں حجاب ہیں۔ اس آدمی نے آپ کے نور سے اس آفت کو اپنے میں پایا اور وہ اس پر منکشف ہو گیا۔ نعرہ مارا اور اسی قبر میں جان دے دی۔ اگر گور و کفن حجاب ہو گا تو دوسری چیزوں کا خیال کرنا چاہئے کہ وہ کیا ہوں گی؟۔

نقل ہے کہ آپ نے تین روز تک نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ چوتھے روز باہر تشریف لائے اور ایک زرد دینار میں دیکھا لیکن یہ سوچ کر نہ اٹھایا کہ کسی کا گر پڑا ہو گا چلے گئے تاکہ گھاس کھائیں پھر دیکھا کہ ایک بکری چلی آ رہی ہے اور اس نے منہ میں گرم روٹی پکڑی ہوئی ہے اور اس بکری نے وہ روٹی آپ کے سامنے ڈال دی۔ حضرت اویسؓ نے خیال کیا شاید یہ بھی کسی کی اٹھا لائی ہے۔ اس بکری نے زبان حال سے کہا کہ میں اس خدا کی غلام ہوں جس کا تو غلام ہے اور جب آپ نے وہ روٹی اٹھالی تو وہ غائب ہو گئی۔

آپ کے فضائل و محاسن بہت ہیں اور ابتداء میں شیخ ابوالقاسم گرگانی بھی اویسی ہوئے ہیں۔

## ارشاداتِ اویسؓ:

اور حضرت اویسؓ کے کلمات یہ ہیں۔

☆ جس نے خدا کو پہچان لیا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی یعنی خدا کو خدائی سے پہچانا جا سکتا ہے۔

☆ سلامتی تنہائی میں ہے اور تنہا وہ ہوتا ہے جو فرد ہو اور وحدت یہ ہوتی ہے کہ غیر کا خیال نہ کرے۔ ظاہری تنہائی ٹھیک نہیں کیونکہ شیطان دو آدمیوں (صحبت) سے بھاگ جاتا ہے۔

☆ دل کو حاضر رکھ تاکہ غیر اس میں جگہ نہ پائے۔

☆ میں نے بلندی طلب کی تو عاجزی میں پائی۔ میں نے سرداری کو چاہا تو اسے سچائی میں پایا۔ میں نے فخر کو ڈھونڈا تو اسے فقر میں پایا۔ میں نے نسبت کو تلاش کیا تو اسے پرہیزگاری میں پایا۔ میں نے بزرگی کو ڈھونڈا تو اسے قناعت میں پایا۔ میں نے بے پروائی کو تلاش کیا تو اسے توکل میں پایا۔

## سیرتِ اویسؓ:

نقل ہے کہ آپ کے ہمسایے کہتے تھے کہ ہم آپ کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ ہم نے درخواست کی اور آپ کے لئے گھر کو ترتیب دیا۔ کسی وقت کوئی ایسی چیز میسر نہ تھی کہ وہ روزہ کھولتے اور آپ کی غذا یہ ہوتی کہ کھجور کے دانے چنتے اور انہیں فروخت کر کے ان سے طعام خریدتے اور افطار کرتے اور اگر کھجور پاتے تو ان کو فروخت کرتے اور صدقہ دیتے اور آپ کے کپڑے پرانے ہوتے نماز پڑھتے اور ان کو سیتے۔ نماز اول کے وقت باہر چلے جاتے اور نماز عشاء کے بعد آتے۔ اور جس جگہ پر آپ ہوتے لڑکے آپ کو پتھر مارتے اور آپ فرماتے کہ چھوٹے پتھر مارو تاکہ خون باہر نہ نکلے اور وضو نہ ٹوٹے کیونکہ مجھے نماز کا فکر ہے پتھروں کا نہیں۔

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۷ پر)

موت العالم موت العالم

# اُستاد العُلماء سیّدِ علیشاہ الموسوی

سیّد بشارت علی بی ایم ۔ ایس ۔ سی

گزشتہ دنوں مسلک نورخشیہ کے جید عالم دین سید علی شاہ پھڑوا (گلشن امیر کبیر) اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ آپ اپنے تبحر علمی اور بہت سے علمائے کرام کے استاد ہونے کے باعث استاد العلماء سمجھے جاتے تھے۔ راقم الحروف نے ۱۹۹۶ء میں سید صاحب سے ایک انٹرویو لیا تھا۔ ذیل میں اسی انٹرویو سے ماخوذ سید صاحب مرحوم کے مختصر حالات زندگی نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔

سید علی شاہ کے والد کا نام سید محمد تھا۔ آپ غالباً ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے کیونکہ وفات کے وقت آپ کی عمر چہتر برس کے قریب تھی۔

## تعلیم و تربیت :

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا سید نجم الدین سے حاصل کی۔ ان سے آپ نے قرآن کریم کے علاوہ فارسی کی ابتدائی کتابیں گلستان و بوستان سعدی اور روضۃ الشہداء وغیرہ پڑھیں۔ بعد ازاں سید محمد شاہ زین الاخیار کریس پیر نورخشیہ کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان سے فارسی میں ذخیرۃ الملوک، ابواب الجنان، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی، اور عربی میں میزان، منشعب تا شرح جامی، اور منطق میں میزان منطق سے لے کر شرح تہذیب تک کی تعلیم پائی۔ فقہ اور اصول کی کتب بھی اسی سلسلہ تدریس میں شامل تھیں۔ آپ نے سید زین الاخیار سے چار برس تک کسب فیض کیا۔ ان کی وفات کے بعد آپ نے اہل حدیث کے مشہور عالم دین مولوی رضاء الحق کی شاگردی اختیار کی۔ ان سے آپ نے محرم آفندی، مختصر المعانی، صحیح بخاری، جامع ترمذی اور اصول شاشی جیسی کتب ایک سال کی مختصر مدت میں پڑھیں۔ یہاں سے آپ کی علمی پیاس آپ کو اپنے وطن سے باہر لے گئی اور آپ ہندوستان کے شہر میرٹھ پہنچ گئے۔ یہ اس دور کی بات ہے جب ذرائع آمد و رفت آج کے دور کی طرح ترقی یافتہ نہ تھے اور لوگ مہینوں پیدل چل کر ہی ہندوستان پہنچتے تھے۔ آپ نے میرٹھ کے منصبیہ کالج میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے دو سال تک تحصیل علم کی اور جن نصابی کتابوں پر عبور حاصل کیا ان میں تفسیر میں تفسیر صافی، فقہ میں شرائع الاسلام، ادب میں دیوان متبنی، مقام حریری اور سبع معلقہ، علم بلاغت میں دروس البلاغہ، فلسفہ میں افاضۃ القدسیہ، اصول علم کلام میں شرح باب حادی عشر اور معالم الاصول وغیرہ شامل تھیں۔ آپ نے فاضل عربی کا امتحان دیا تھا اور نتیجے کا انتظار تھا کہ اسی اثناء میں ۱۹۴۷ء کا انقلاب آیا جس کی وجہ سے سند حاصل نہ ہو سکی۔ میرٹھ سے آپ منصوری آئے مگر وہاں بھی حالات سازگار نہ ہونے کے باعث بلتستان کی جانب عازم سفر ہونا پڑا۔

## شوقِ علمی و تبحرِ علمی :

آپ نے دوران طالبعلمی بہت سی تکالیف برداشت کیں لیکن کوئی مشکل آپ کے علمی شغف کے آڑے نہ آ سکی۔ اپنے علمی شوق کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے ایک دلچسپ واقعہ

بیان فرمایا۔

"ایک دن میر استاد سید محمد شاہ زین الاخیار اپنے دولت کدے پر موجود نہ تھے۔ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا کہ ایک دن کی تعلیم بھی ضائع ہو چنانچہ اس دن کا درس لینے کے لئے سید علی کریسی کے پاس چلا گیا۔ اس واقعے کی اطلاع پیر صاحب کے خادم خاص غلام حیدر اوپا نے پیر صاحب کو دی۔ جب پیر صاحب واپس تشریف اور میں ان کی خدمت میں حسب معمول حاضر ہوا تو انہیں ناراض پایا اور انہوں نے مجھے درس دینے سے انکار کیا۔ میں نے پیر صاحب کے مصاحب خاص اپو سودے سے سفارش کروائی مگر پیر صاحب نے کہلا بھیجا کہ علیشاہ کو اب نیا استاد مل گیا ہے اب مجھ سے درس لینے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اظہار ندامت کرتے ہوئے بڑی منت سماجت کی تو آپ راضی ہوئے۔ اس موقع پر آپ نے مجھے بہت سی نصیحتیں کیں اور فرمایا کہ آئندہ سید علی کریسی کے پاس نہ جایا کرو۔ یہ چالاک لوگ ہیں اگر ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھو گے تو یہ تمہیں بھی خراب کر دیں گے اور اپنے ساتھ ملالیں گے۔"

آپ کا بیان ہے کہ کریس میں طالب علمی کے دوران روشنی کے لئے دیا میسر نہ ہونے کے باعث آپ چاندنی میں مطالعہ کرتے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی بصارت متاثر ہوئی۔ اس پر سید محمد شاہ صاحب نے چار ماہ تک درس و تدریس سے منع فرمایا اور گری کے تیل سے سر اور پاؤں کی مالش کا حکم دیا جس کے نتیجے میں بینائی حال ہو گئی۔ آپ کہتے ہیں کہ میں باقاعدہ ہاتھ میں تسبیح لے کر روزانہ کا سبق چار سو مرتبہ دہرایا کرتا تھا۔

دور حاضر کے طالبعلموں کے لئے یہ ایک روشن مثال کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اس حد درجہ ذوق علمی اور اپنی فطری صلاحیت کے بل بوتے پر آپ نے ایسا تبحر علمی حاصل کیا کہ آپ کے کمالات علمی کا ایک زمانہ معترف ہوا۔ آپ کے فضل و کمال کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ فقہ الاحوط شریف آپ کو زبانی یاد تھی اور جو بھی شرعی مسئلہ آپ سے پوچھتا دلائل و براہین سے تسلی بخش جواب دے دیتے اسی طرح اصول اعتقادیہ، گلستان سعدی، بوستان سعدی، کتب قواعد اور دیوان علی وغیرہ آپ کو زبانی یاد تھیں۔ فن خطابت میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ دھیمے لہجے اور شستہ بلتی زبان میں نہایت روانی کے ساتھ علم و معرفت کے دریا بہاتے جاتے تھے۔ ہر خطبہ علمی حوالوں سے پر ہوتا تھا جس کے لئے محولہ کتب کی اصل عربی عبارت بر محل بیان کرنے کے علاوہ ہر عبارت کا شستہ بلتی میں رواں ترجمہ آپ کی تقریر کی مخصوص خوبی تھی جو آپ کی ذات شریف پر ختم ہو گئی۔ افسوس اگر انہیں احاطہ تحریر میں لایا جاتا تو یہ دین و مذہب کے علاوہ بلتی زبان و ادب پر بھی ایک احسان ہوتا۔ اہل علم کو چاہئے کہ ان کی جو تقریریں اور خطبے آڈیو کیسٹوں کی شکل میں محفوظ ہیں انہیں افادہ عام کی خاطر ضبط تحریر میں لائیں۔

## درس و تدریس:

بلتستان آمد کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور بے شمار تشنگان علم نے آپ کی خدمت میں حاضر رہ کر اپنی علمی پیاس بجھائی۔ اگرچہ آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ بیسویں صدی میں مسلک نوربخشیہ کے اندر کسی اور عالم دین کو اتنے زیادہ علمائے کرام جو علم و فضل میں اپنی مثال آپ ہیں، کی استادی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ ان میں

علاقے کے بہت سے اہم علمائے دین کے نام شامل ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

سید محمد صاحب میر واعظ کچھو

سید حسن صاحب میر واعظ ہوشے

سید محمد زاہد مرحوم میر واعظ سیتو

سید حمایت علی صاحب میر واعظ خپلو

سید محمد شاہ نورانی صاحب موجودہ پیر نور بخشیہ

سید سعدی جان صاحب کورو

خوند خادم حسین صاحب چندہ

سید محمد شاہ صاحب تھے۔

آخری ایام میں آپ کی ایک آنکھ کی بصارت میں کمی واقع ہوگئی تھی لیکن درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔

## اخلاق و عادات :

سید صاحب مرحوم خوش خلقی اور شرافت کا پیکر تھے۔ آپ نہایت دھیمے مزاج کے صلح جو انسان تھے اور بے کار بحث مباحثے سے دور رہتے تھے۔ آپ بڑے انسان دوست تھے۔ آپ کا دستر خوان وسیع تھا اور آپ کی مہمان نوازی کی بہت شہرت تھی۔ حوادث و انقلابات زمانہ کے باوجود آپ نے کبھی متانت و شرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

آپ کی وفات سے نہ صرف علم و ادب کی دنیا میں ایک خلا پیدا ہوا ہے بلکہ تہذیب و شرافت کا ایک باب بھی ختم ہو گیا ہے۔

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

| |
|---|
| جن افراد کے پاس سید صاحب کے ملفوظات |
| محفوظ ہوں وہ بغرض اشاعت ہمیں ارسال فرمائیں |

# غزل

## اقبال

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں ؟
فقط یہ بات، کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

علاجِ ضعفِ یقیں اس سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

اسی طلسم کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بتان عہد عتیق

مرے لئے تو ہے اقرار باللساں بھی بہت
ہزار شکر، کہ ملا ہیں صاحب تصدیق

اگر ہو عشق ، تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو ، تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق

فقہی مسائل (شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

# آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر فاضل عربی

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے ضروری اور مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

## سوالات

سوال نمبر ۱۔ کیا تخم حرام باپ کی بیٹی کسی سید زادے یا اعلیٰ خاندان کے لڑکے کے ساتھ شادی رچا سکتی ہے۔

سائلہ عائشہ راولپنڈی

سوال نمبر ۲۔ ماہواری کا تسلسل کسی وقفے کے بغیر لمبے عرصے تک برقرار رہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سائلہ ایک خاتون اسلام آباد

سوال نمبر ۳۔ محل استنجا پر کسی زخم وغیرہ کی بنا پر پانی کا استعمال نہ کیا جاسکتا ہو تو وضو کا کیا بنے گا؟

سائل ار ایم صاحب تھلے

## جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

باپ کا تخم حرام ہونا اس کی بیٹی کی شادی کی راہ میں شرعاً کوئی باعث رکاوٹ نہیں ہے۔ لہذا یہ شادی شرعاً بالکل درست ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

اگر ماہواری برابر جاری رہے۔ ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ مدت تک بلا کسی وقفے کے رواں دواں رہے تو اس صورت میں مبتلا ہونے خاتون کے لئے ابتدائی پندرہ دن شرعاً نماز کی چھوٹ ہوگی اور پھر آگے پندرہ دن کا عرصہ استحاضہ قرار دیا جائے گا۔ اس دوران وہ نماز کی ادائیگی کرے گی۔ اگر رمضان کا مہینہ ہو تو نماز کی ادائیگی کے دوران روزے بھی رکھے گی تاہم رمضان کے پندرہ دنوں کے روزوں کی قضا بھی اس کے ذمے واجب ہوگی کیونکہ ماہواری کی وجہ سے نماز کی تو بالکل چھوٹ ہے کوئی قضا بھی واجب نہیں ہوتی مگر روزے کی قضا واجب ہو جاتی ہے لہذا ایسی مصیبت زدہ خاتون کو جب ماہ رمضان سے واسطہ پڑ جائے تو وہ پہلے پندرہ دنوں میں نہ نماز پڑھے گی اور نہ ہی روزے رکھے گی۔ پندرہ دن کے مکمل ہونے پر غسل حیض بجالائے گی اور دوسرے پندرھواڑے میں نماز بھی پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی۔ اختتام رمضان کے بعد وہ رمضان کے پہلے پندرھواڑے کے روزوں کی قضا بھی بجالائے گی۔ یہ اس حالت سے دوچار ہونے والی عورت کے شرعی حکم کا تفصیلی بیان ہے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O

استنجا کرنا وضو کے لئے شرط جواز ہے اور اس کے لئے پانی کا استعمال شرعاً واجب ہے۔ جب کسی عذر شرعی کی بنا پر استنجا کے لئے پانی کا استعمال نہ کیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں وضو کے بدلے میں تیمم کرنا ہی شرعاً متعین ہے۔ ☆☆

اخبار التصوف

# دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ معروفی

## حاجی شاہین صاحب کا دورہ پاکستان :

سعودی عرب میں نوائے صوفیہ کے مستقل نمائندے جناب حاجی غلام نبی شاہین گزشتہ دنوں نجی دورے پر پاکستان آئے۔ حاجی شاہین صاحب نے اسلام آباد میں نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے دفتر کا دورہ کیا اور مدیران و اراکین نوائے صوفیہ سے صلاح مشورے کئے۔ انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود رسالے کی اشاعت تسلسل سے جاری رکھنے پر اراکین ادارہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ نوائے صوفیہ کی مساعی کی بدولت امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخش کی آفاقی تعلیمات سے دنیا بھر کے اہل تصوف مستفید ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کا وعدہ کیا۔ حاجی صاحب نے نماز عید الفطر اسلام آباد میں ادا کی بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں خپلو بھی گئے۔

## اسلام آباد میں تعزیتی اجلاس :

انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد، ادارہ نوائے صوفیہ اسلام آباد اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد یونٹ کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس گزشتہ دنوں جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں عظیم نوربخشی عالم دین استاد العلماء مفتی سید علی شاہ صاحب مرحوم اور جناب جج محمد علی صاحب مرحوم کے انتقال پر رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ اس تعزیتی اجلاس کے منتظم و سٹیج سکریٹری جناب حاجی فاچو محمد امین صاحب جنرل سکریٹری انجمن محمدیہ تھے۔ صدر اجلاس خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ و مدیر نوائے صوفیہ جناب علامہ محمد بشیر صاحب تھے اور بانی نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ معزز شرکاء میں جناب مولانا محمد انور صاحب نائب خطیب، جناب مولانا محمد رضا ضیاء صاحب اور جناب جی ایچ معروفی صاحب مہتمم ادارہ نوائے صوفیہ شامل تھے۔ مقررین میں جناب حاجی محمد امین صاحب خپلو، جناب غلام مہدی تصوفی صاحب تھلے، جناب غلام نبی روشن صاحب بلغار، جناب اخوند فدا حسین صاحب خپلو، اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب شامل تھے۔ مقررین نے مرحومین کو اتحاد بین المسلمین کے داعی قرار دیتے ہوئے ان کی جملہ مساعی کی تعریف کی اور ان کی وفات کو مذہب و ملت کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ آخر میں مرحومین کی ارواح کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت وہمدردی کیا گیا۔

(نمائندہ نوائے صوفیہ اسلام آباد)

## اظہار تعزیت :

فخر العلماء جناب الحاج سید علی شاہ صاحب کی وفات کی خبر سے متحدہ عرب امارات میں مقیم اہل صوفیہ نوربخشیہ کو گہرا صدمہ پہنچا ہے اور قوم ایک عظیم سرمائے سے محروم ہو گئی ہے۔

خدا مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ہم سب پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

منجانب جوانان صوفیہ نور بخشیہ وائے ای
بذریعہ عبدالخالق

## تعزیتی اجلاس :

انجمن غوث المتاخرین ویلفیئر سوسائٹی چھو گلاب پور شگر کے زیر اہتمام ۱۵ دسمبر کو ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں سیشن جج جناب محمد علی صاحب کی وفات پر غم و افسوس کا اظہار کیا گیا اور ان کے صاحبزادے مقبول صاحب سے اظہار تعزیت کیا گیا۔ وہ مدرسہ شاہ ہمدان کے بانی تھے۔ شرکاء نے مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کی۔

جنرل سکریٹری

## این وائی ایف کا تعزیتی اجلاس :

این وائی ایف سکسہ کا ایک تعزیتی اجلاس ۱۵ دسمبر ۹۹ کو مرکزی صدر صوفی غلام عباس صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ شرکائے اجلاس نے مرحوم جج صاحب کی دینی اور سماجی خدمات پر روشنی ڈالی۔ مرحوم شریف النفس خدا ترس اور انصاف پسند ہونے کے علاوہ مذہب کی ترقی و ترویج کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے۔ شرکائے اجلاس نے مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی بھی کی۔

ابراہیم خلیل جوائنٹ سکریٹری

## تقریب حلف وفاداری :

۲۴ دسمبر ۱۹۹۹ کو نی جی کے ویلفیئر سوسائٹی سرموں کراچی کا ایک اجلاس ترکری ہاؤس میں منعقد ہوا جس میں مولانا علی محمد صاحب نے نئی کابینہ سے حلف لیا۔ کابینہ کے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ غلام حسین | صدر |
| ۲۔ محمد عبداللہ | نائب صدر |
| ۳۔ غلام محمد | جنرل سکریٹری |
| ۴۔ غلام محمد آزاد | نائب جنرل سکریٹری |
| ۵۔ محمد انور | فنانس سکریٹری |
| ۶۔ غلام محمد بو | سکریٹری اجلاس |
| ۷۔ محمد جان | سکریٹری نشرواشاعت |

محمد جان سکریٹری نشرواشاعت

## تعزیتی اجلاس :

انجمن تحفظ تصوف ویلفیئر سوسائٹی گلاب پور و مرکزی نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مرحوم جج محمد علی صاحب کی موت پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اس اجلاس میں علی خان ظفر، اکبر جاوید لبدالی، اور دیگر نوجوانوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے مرحوم جج صاحب کی عظیم خدمات کو نذرانہ عقیدت پیش کیا اور ان کے سوگوار خاندان سے اظہار تعزیت کیا۔

نثار علی لبدالی

## گلگت میں تعزیتی اجلاس :

مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء کو جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ کونوداس گلگت میں انجمن صوفیہ نور بخشیہ گلگت کی مجلس عاملہ کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں سید علی شاہ صاحب پھروا کی

وفات پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اجلاس میں باوا ایوب صاحب اور جناب حسن صاحب نے سید علی شاہ صاحب کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ خطیب جامع مسجد جناب شکور علی انور صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ آغا صاحب کی وفات ایک قومی المیہ ہے۔ آپ کی مساعی کی بدولت بلتستان میں بہت سے علمائے دین پیدا ہوئے۔ آپ کے شرعی فیصلے بھی نہایت مبنی بر علم وانصاف ہوتے تھے۔ مرحوم نے کراچی سے لے کر سیاچن تک کے عوام کی خدمت میں ہمیشہ فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔ ان کی وفات سے نوربخشیہ کی علمی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پیدا ہونا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے برادران اور صاحبزادگان سمیت تمام پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

نمائندہ نوائے صوفیہ گلگت

## تعزیتی اجلاس :

مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۹ کو انجمن صوفیہ نوربخشیہ کوتواس گلگت کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا شکور علی صاحب خطیب جامع مسجد منعقد ہوا جبکہ غلام علی حیدری صاحب اس اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔ مہمان خصوصی جناب حیدری صاحب اور جناب حسن صاحب اے او اے جی پی آر نے مرحوم جج صاحب کی منصف مزاجی، ایمانداری اور فرض شناسی کو خراج عقیدت پیش کیا اور انہیں پورے شمالی علاقہ کا ایک قیمتی سرمایہ قرار دیا جسے قضا نے ہم سے چھین لیا ہے۔ قاری شکور علی انور صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ مرحوم کی بے داغ زندگی کا ایک ایک لمحہ ناقابل فراموش ہے۔ وہ ایک فاضل جج ہونے کے علاوہ ایک اچھے عالم، ایک باعمل صوفی اور خوش مزاج دوست بھی تھے۔ مدرسہ شاہ ہمدان ان کی عظیم سوچ اور دوررس فکر ونظر کا نتیجہ ہے۔ آخر میں مرحوم کی ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور مرحوم کے لواحقین وپسماندگان سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

نمائندہ نوائے صوفیہ گلگت

## تعزیتی اجلاس :

انجمن صوفیہ نوربخشیہ منگھوپیر کراچی کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں دو اہم نوربخشی شخصیات کی وفات پر اظہار تعزیت کیا گیا۔ جید عالم دین سید علی شاہ صاحب کی وفات جہاں تشنگان علم دین کے لئے ایک عظیم نقصان ہے وہاں جناب جج محمد علی صاحب کی ناگہانی موت سے عدل وانصاف کی دنیا میں ایک خلا پیدا ہوا ہے۔ اجلاس میں مومنین نے ان مرحومین کے حق میں دعائے خیر کی اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا۔

رپورٹ موسیٰ راغ

## مدرسہ شاہ ہمدان سے تعاون کی اپیل :

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور صوفیہ نوربخشیہ کے مخلص کارکنوں کی سعی پیہم اور جذبہ ایمانی سے مالی وبدنی تعاون کی بدولت مدرسہ شاہ ہمدان سکردو اپنے چھٹے تعلیمی سال کا آغاز کر رہا ہے۔ یہ دینی درسگاہ سیکڑوں نوربخشی طلباء کو قرآن حدیث تفسیر فقہ فلسفہ ومنطق صرف ونحو اور تصوف وعرفان کی اعلیٰ تعلیم اور تربیت میں مصروف ہے۔

مدرسہ ہذا تمام اقامتی طلباء کو خوراک، پوشاک، رہائش، اور علاج ومعالجہ کی خدمات مفت فراہم کر رہا ہے فی الحال محدود وسائل کے باعث مدرسہ کا نصاب پانچ سالہ کورس تک محدود ہے پانچ سال مکمل کرنے اور داخلی امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد (باقی صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ کیجئے)

نامۂ سالک

# قارئین کے خطوط

مولوی محمد رضا ضیاء فاضل عربی

جناب الحاج سید علی شاہ صاحب کی وفات اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے اور وہ ایک محترم قائد اور ایک بزرگ عالم دین سے محروم ہو گئے ہیں۔ نوائے صوفیہ کے توسط سے سید صاحب مرحوم کے اہل خاندان اور جملہ اہل صوفیہ نوربخشیہ سے اظہار تعزیت کرتا ہوں۔

کاچو فدا حسین شاد و متحدہ عرب امارات

شمارہ نمبر ۵۰ کے بعد رسالے کی ترسیل منقطع ہے۔ یہ رسالہ مجھے ملتا رہے تاکہ دین و دنیاوی تعلیم سے فیض یاب ہوں۔ میرا نیا ایڈریس نوٹ کر لیجئے۔

علی حسین شیگری خریداری نمبر 611

(شعبہ ترسیل نوٹ کرے)

میں اپنے گاؤں سے کراچی آ گیا ہوں اس لئے آئندہ مجھے نوائے صوفیہ کراچی کے ایڈریس پر بھیج دیں جو درج ذیل ہے

اخوند محمد حسین کاشف

نوائے صوفیہ کی مسلسل کامیاب اشاعت پر آپ سب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں میں اضافہ کرے اور دین حق کی خدمات جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عارف حسین و محمد انور تبسم تھلوی
گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی

محترم سید علی شاہ صاحب کے انتقال کی مناسبت سے ایک مضمون ارسال ہے اسے دسمبر کے شمارے میں شائع فرمائیں۔

سید بشارت علی موسوی خپلو

نوائے صوفیہ کو اے خدا ترقی دے
نئی صدی میں ہمیں شوق و جذب و مستی دے

ممتاز علی گلاب پوری راولپنڈی

## بقیہ دنیائے تصوف کی خبریں

خواہشمند طلباء کو فاضل عربی کے امتحان کے لئے بھجوانے کا بندوبست موجود ہے۔ مدرسہ کی زیر تعلیم طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر رہائش اور کلاس روم کے لئے ناکافی ہے جسے مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ لہذا صوفیہ نوربخشیہ کے جملہ عوام سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے فطرہ جات، زکواۃ اور صدقہ جات اس مستقبل کے نظریاتی قلعہ کو ارسال کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر
مہتمم مدرسہ شاہ ہمدان سکردو
اکاؤنٹ نمبر BDA-023 زرعی ترقیاتی بینک سکردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○

# رسالہ معراج المومنین کی اشاعت میں مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واقرضوا اللہ قرضاً حسناً ○ (المزمل)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ (اللہ کی راہ میں خرچ کرو) کو قرضہ دو۔

ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضاعفہ لکم ویغفر لکم ○ (التغابن)

اگر تم اللہ کو قرضہ دو گے تو اللہ تمہیں اسکو کئی گنا عطا فرمادے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا

تمام مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ رسالہ معراج المومنین کی اشاعت کے لیے حسب توفیق مالی معاونت فرما کر فلاح دارین حاصل کریں



## رسالہ معراج المومنین کے اقتباسات کی چند جھلکیاں

(۱) وضو اور اس سے متعلق مسائل و دعائیں (۲) غسل کی اقسام و مسائل (۳) [illegible] سے متعلق مسائل نماز جامع اور اختصار [illegible] (۴) [illegible] (۵) جمعہ اور اس سے متعلق مسائل (۶) آداب زندگی مسنون طریقے اور دعائیں!!! اور بہت کچھ......

## زر تعاون بھیجنے کا پتہ

زر تعاون حبیب بنک اسلامک یونیورسٹی برانچ اسلام آباد کے اکاؤنٹ نمبر 3334 پر ارسال فرمائیں یا ماہنامہ نوائے صوفیہ کے توسط سے ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

متمنی تعاون

مولانا محمد رضا ضیاء سرمیکی

## ممتاز سکالروں کے تبصرے

علی محمد بخاری شریف

رسالہ ہٰذا میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا قابل اصلاح مسائل کی نوک پلک درست کیا رسالہ ہر لحاظ سے معیاری ہے ہر فرد مسلم رسالہ پڑھ کر خوب استفادہ کرکے اپنی عاقبت سنوارنے کی سعی کرے

اللہ ہم سب کو نمازی بنائے اور مولانا کے قلم میں مزید روانی پیدا کرے

ضرورت اس امر کی تھی کہ نظام صلوٰۃ کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق جدید انداز سے ازسرنو ترتیب دی جائے یہ سعادت مولانا محمد رضا ضیاء کے حصے میں آئی ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء اس کی تیاری و اشاعت پر میں مولانا صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں

غلام حسین

# تشکّر نامہ

ملکِ مقدس سعودی عرب میں مقیم نوجوان صوفیہ نور بخشیہ نے ہمیشہ دین دوستی اور جذبۂ خدمت کا بے نظیر مظاہرہ کیا ہے اور ادارہ نوائے صوفیہ کے لئے دستِ تعاون دراز کر رکھا ہے۔ ناگفتہ بہ حالات کے باوجود نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت بڑی حد تک انہی غیور نوجوانوں کی غیرتِ ملی اور جذبہ تعاون کا نتیجہ ہے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حاجی عبدالکریم صاحب قسم براہ
۲۔ حاجی عبدالکریم صاحب علم براہ
۳۔ حاجی غلام نبی شاہین صاحب خپلو
۴۔ حاجی بابو یوسف صاحب تھلوی
۵۔ حاجی غلام مہدی صاحب خپلو
۶۔ حاجی محمد ایوب صاحب
۷۔ حاجی غلام علی صاحب خپلو
۸۔ حاجی غلام علی صاحب پایا
۹۔ حاجی بلال احمد صاحب
۱۰۔ حاجی محمد تقی صاحب کوروی
۱۱۔ حاجی غلام حسن صاحب
۱۲۔ حاجی غلام رسول صاحب براہ
۱۳۔ ڈاکٹر سلیم صاحب
۱۴۔ حاجی محمد کاظم صاحب
۱۵۔ غلام علی صاحب کھانے
۱۶۔ عبدالکریم صاحب کھانے
۱۷۔ محمد انور صاحب کھانے
۱۸۔ محمد حنیف صاحب
۱۹۔ حاجی فدا حسین صاحب براہ
۲۰۔ حاجی غلام مہدی صاحب براہ
۲۱۔ حاجی صوفی علی خان صاحب
۲۲۔ حاجی محمد یعقوب صاحب
۲۳۔ حاجی موسیٰ خان صاحب
۲۴۔ حاجی غلام حیدر صاحب براہ
۲۵۔ حاجی محمد رضا صاحب
۲۶۔ حاجی محمد جان صاحب
۲۷۔ حاجی موسیٰ صاحب تمس
۲۸۔ حاجی رستم علی صاحب ایتوا
۲۹۔ حاجی روزی علی صاحب
۳۰۔ حاجی ابراہیم صاحب بطین
۳۱۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب ناقورا
۳۲۔ حاجی شیر علی صاحب مچلوی
۳۳۔ حاجی فدا حسین صاحب خپلو
۳۴۔ حاجی محمد یوسف صاحب خپلو
۳۵۔ حاجی عبدالرحمن صاحب ملا خپلو
۳۶۔ حاجی غلام نبی صاحب براہ
۳۷۔ حاجی غلام رسول صاحب کورو
۳۸۔ حاجی محمد علی صاحب کریس
۳۹۔ حاجی محمد رضا صاحب چھوربٹ

ادارہ نوائے صوفیہ ان مخلص نوجوانوں کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا کی برکتوں سے سرفراز فرمائے اور آئندہ بھی خدمت دین کی توفیق دے۔ (ادارہ)